ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّتؐ ملتان

صفر المظفر ۱۴۱۷ھ ◎ جولائی ۱۹۹۶ء

تاریخ کو مسخ نہ کریں۔

ایک مرزائی کا خط اور اُس کا جواب

درمدح ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ

تضادات مرزا قادیانی اپنی ہی تحریروں کے آئینہ میں

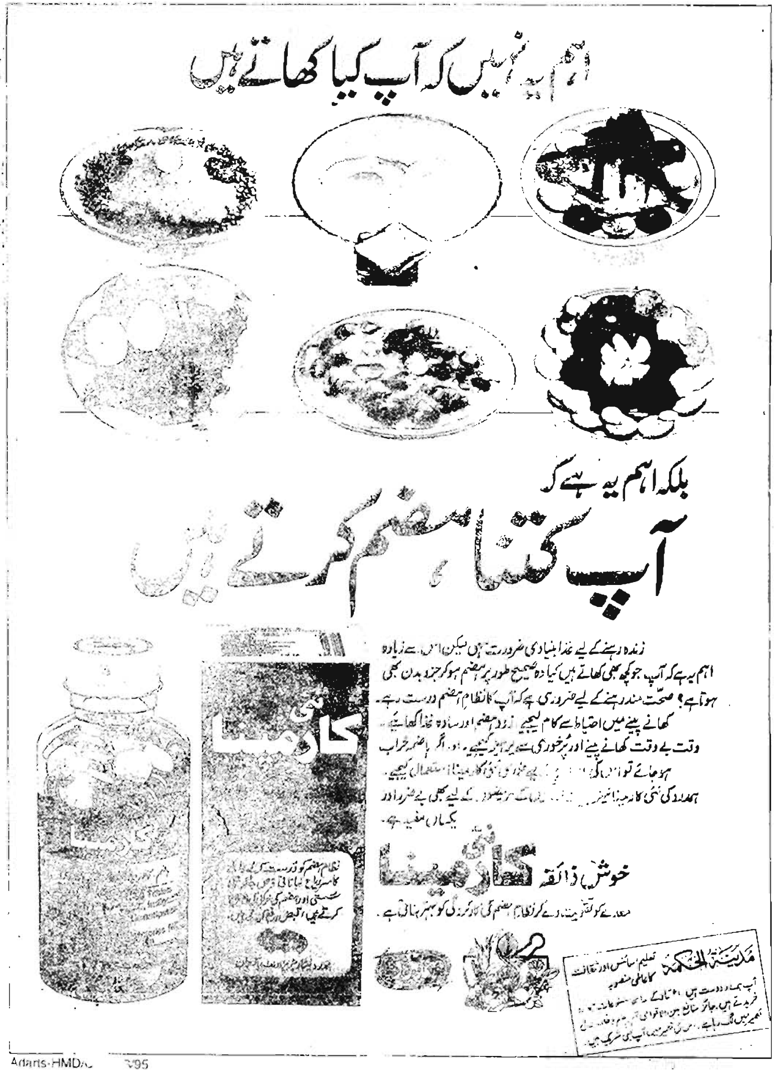

Adaris-HMDA 3/95

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

صفر المظفر ۱۴۱۷ھ ، جولائی ۱۹۹۶ء ، جلد ۸ ، شمارہ ۷ ، قیمت ۱۲/ روپے

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبد الحق مدظلہ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
ذوالکفل بخاری ۔ قمر الحسنین
شمس الاسلام بہاری ۔ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ۔ عبد اللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر:
سید عطاء المحسن بخاری
مدیر مسئول:
سید محمد کفیل بخاری

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک ۱۲۰/ روپے ۔ بیرونِ ملک ۱۰۰۰/ روپے پاکستانی

رابطہ

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

آئینہ

دل کی بات:	اداریہ	مدیر	۳
نقد و نظر:	نشیبِ فراز	سید عطاء المحسن بخاری	۵
قلم برداشتہ:	الایاء ایھاء العلماء	سید عطاء المحسن بخاری	۸
معاصر آراء:	درمدح ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ	ہارون الرشید	۱۱
" " "	یہ کون بول رہا ہے خدا کے لہجے میں	" " "	۱۴
" " "	تاریخ کو مسخ نہ کریں	مولانا محمد ازہر	۱۶
ماضی کے جھروکے سے:	تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء	محمد یعقوب اختر	۲۰
ردِ مرزائیت:	تضادات مرزا قادیانی	مولانا مشتاق احمد	۲۵
یادِ رفتگاں:	کپتان غلام محمد مرحوم	رفیق غلام ربانی	۳۰
ردِ عمل:	ایک مرزائی کے خط کے جواب میں	سید عطاء المحسن بخاری	۳۳
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۳۸
ترجیم:	مسافرین آخرت	ادارہ	۴۱
اخبار الاحرار:	کاروان احرار منزل بہ منزل	" "	۴۳
زبانِ خلق:	قارئین کے خطوط	" "	۴۵
تبصرہ کتب:	حسنِ انتقاد	سید محمد ذوالکفل بخاری	۴۶
شاعری:	منظر مسجد نبوی دیکھا	شیخ محمد حبیب الرحمن بٹالوی	۴۹
" "	عطاء اللہ کے بیٹے	سید طلحہ گیلانی	۵۰
" "	سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ	سید طلحہ گیلانی	۵۱
" "	اعتراف	کاشف گیلانی	۵۲
" "	احرار	کاشف گیلانی	۵۲

دل کی بات

گزشتہ ماہ قومی اسمبلی میں بحث کے لئے وفاقی بجٹ پیش کیا گیا اور اسمیں ۶۱ ارب روپے کا خسارہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اس میں ۲۰ ارب روپے قرض لئے جائیں گے اور باقی ۴۱ارب روپے کے ٹیکسوں کا بوجھ مظلوم عوام کو ہی اٹھانا پڑے گا۔ بجٹ کا تجزیہ و تفصیلات اخبارات کے ذریعے مسلسل سامنے آرہی ہے۔ فی الجملہ یہ بجٹ جاگیرداروں کا بجٹ ہے کہ اسمیں صرف انہیں مکمل چھوٹ دی گئی ہے اور صنعتکاروں کے لئے تمام راستے مسدود کردیئے گئے ہیں۔ روزمرہ استعمال کی اشیاء کی قیمتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ عام آدمی کی قوت خرید ختم ہورہی ہے۔ اور ابھی منی بجٹ کی گنجائش بھی موجود ہے۔ مختصراً یہ کہ موجودہ بجٹ نے ایک عام آدمی کی زندگی اجیرن کردی ہے۔ اور سب سے زیادہ عام شہری ہی متاثر ہوا ہے۔ ۲۳ جون کی تاریخی ہڑتال نے موجودہ بجٹ کو مسترد کرتے ہوئے ثابت کردیا ہے کہ یہ غریب عوام کا قاتل اور جاگیرداروں کا محافظ بجٹ ہے۔ عوام کی بھلائی کی دعویدار حکومت اسے واپس لے اور عام آدمی کے مسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نیا بجٹ پیش کرے۔

"سرے" کی محل سرا اور بیگم بے نظیر:

قومی اسمبلی کے ۹ جون کے اجلاس میں قائد حزب اختلاف محمد نواز شریف نے انکشاف کیا کہ وزیرہ عظمیٰ بیگم بے نظیر نے لندن کے قریب "سرے کاؤنٹی" میں ۳۵۵ ایکڑ پر مشتمل ایک محل تقریباً ۱۵ کروڑ روپے میں خریدا ہے۔ نواز شریف نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں برطانوی اخبار "سنڈے ایکسپریس" میں شائع ہونے والی خبر کا تراشہ بھی پیش کیا۔ اخباری تفصیل کے مطابق بے نظیر اور زرداری نے ۵ ٹن سامان بھی لندن بھیجا اسمیں نوادرات کی ۴۵ پیٹیاں ہیں جنہیں آموں کی پیٹیاں ظاہر کیا گیا ہے۔ "سنڈے ایکسپریس" نے بے نظیر کی تردید کو غلط قرار دیتے ہوئے محل کی تصاویر شائع کی ہیں اور مزید معلومات بھی بہم پہنچائی ہیں۔

وزیراعظم اور ان کے شوہر زرداری کے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی کہ انہوں نے اتنا قیمتی محل خرید لیا؟ اب یہ کوئی مشکل سوال نہیں رہا۔ یہ سابقہ بجٹ کے کمالات ہیں اور موجودہ بجٹ کے کمالات آئندہ دنوں میں قوم کے سامنے ظاہر ہوں۔ اس دیدہ دلیری اور غنڈہ گردی کے ساتھ قومی خزانے کو لوٹنے والے حکمرانوں سے نجات وقت کا اہم تقاضا ہے۔

قاضی کی اذاں:

امیر جماعت اسلامی پاکستان جناب قاضی حسین احمد نے ۲۴ جون کو وزیراعظم ہاؤس کے سامنے "احتجاجی دھرنا" کا اعلان کیا تو حکومت نے پوری قوت سے اسے روکنے اور کچلنے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ قاضی صاحب کو اسلام آباد میں داخل ہونے سے روکا گیا مگر قاضی نہ ٹلا اور تمام رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے وزیراعظم

ہاؤس کے قریب جا پہنچا۔ قاضی حسین احمد موجودہ حکومت کی اسلام دشمن، سیکولر پالیسیوں اور میڈیا سے عریانی و فحاشی پھیلانے کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔ اس مہم میں قاضی صاحب کو اپنے تین ساتھیوں کی لاشیں بھی اٹھانا پڑیں جن کی پیشگوئی ایک روز قبل وزیراعظم کر چکی تھیں۔

ہر شہری کو احتجاج کا حق ہے مگر اس کی پاداش میں انہیں کچلنا اور جان سے مار دینے کا حق دنیا میں کسی کو حاصل نہیں۔ یہ ایسا شرمناک اور افسوسناک واقعہ ہے کہ اس کے بعد موجودہ حکمرانوں کو اقتدار میں رہنے کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔

اب قاضی صاحب پورے ملک میں "دھرنا" پروگرام چلا رہے ہیں اور ۳ جولائی کو اس کا مظاہرہ بھی کر چکے ہیں انہوں نے پیشگوئی کی ہے کہ عوام کے ذریعے ہم دو ماہ میں موجودہ حکومت کا بستر گول کر دیں گے قاضی جی! "آپ کے منہ میں گھی شکر" مگر سوال یہ ہے کہ ان حکمرانوں کا بستر گول کرنے کے بعد کس کا بستر بچھے گا؟ کیا پھر کوئی لادین سیاست دان قوم پر مسلط ہوگا؟ آپ نے قربانی دی ہے مگر یہ یاد رہے کہ اس کا پھل بھی آپ ہی کو اٹھانا ہے مبادا پھر کوئی لادین سیاست دان آپ کی محنت کو اچک لے۔

خواتین کی سزائے موت کا خاتمہ:

۱۰ جون کو وفاقی کابینہ نے اپنے اس فیصلے کا اعلان کیا کہ "آئندہ خواتین کو سزائے موت نہیں دی جائے گی اور انہیں عمر قید کی سزا دی جائے گی" عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق کا راگ الاپنے والوں کا یہ کیسا غیر منصفانہ فیصلہ ہے۔ کابینہ کا یہ فیصلہ جہاں صریحاً قرآن وسنت کے خلاف ہے وہاں آئین کی دفعہ ۲۲۷(۱) کے بھی خلاف ہے۔ اگر اسمبلی میں یہ مسودۂ قانون پاس نہ ہوا تو اندیشہ ہے کہ آرڈیننس کے ذریعے حکومت اسے قوم پر مسلط کر دے گی۔

یہ فیصلہ حدود اللہ کے خلاف کھلی بغاوت اور اعلانِ جنگ ہے۔ جس حکومت کی وزیرۂ عظمیٰ حدود اللہ کو (معاذ اللہ) ظالمانہ اور وحشیانہ سزائیں قرار دے چکی ہوں اس سے ایسے ہی اقدامات کی توقع ہو سکتی ہے۔ اس فیصلہ کے نفاذ سے وطن عزیز میں جرائم مزید پروان چڑھیں گے دوسرے لفظوں میں اب جرائم پیشہ لوگ عورتوں سے قتل کرائیں گے۔ بحیثیت مسلمان ہر پاکستانی اس فیصلہ سے بغاوت کا اعلان کرتا ہے اور اسے امریکی و یہودی لابی کی سازش قرار دیتا ہے۔ دینی قوتیں اسے ہرگز نافذ نہیں ہونے دیں گی۔

مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت کا یوم مطالبات:

۱۴ جون کو ملک بھر کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی اپیل پر یوم مطالبات منایا گیا۔ مختلف شہروں میں اجتماعات منعقد ہوئے اور ان میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ

قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

قانونِ امتناعِ قادیانیت پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔

(بقیہ ص ۳۲ پر)

سید عطاالمحسن بخاری

نشیبِ فراز

احمد فراز جس قبیلۂ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اس کا فرد فرد، دین میں ایسی آسانیاں تلاشتا پھرتا ہے جو پابندیوں سے آزاد ہوں۔ ہر وہ عمل جس کی پابندی دین ضروری سمجھتا ہو، ان کے یہاں اس سے گلو خلاصی اتنی ہی ضروری سمجھی جاتی ہے۔ ایسے افراد یہ بھی چاہتے ہیں کہ دین وہ خود ہی جان لیں اور جس کو "وہ" دین سمجھیں اسی کو دین کہا جائے اور مانا جائے۔ اسی کو روشن خیالی اور ترقی پسندی سمجھا جاتا ہے۔ اور یہی روشن خیالی اور ترقی پسندی مولوی سے بھی مطالبہ کرتی ہے کہ مولوی اس قبیلہ کے گستاخ پیر و جوان کی ہاں میں ہاں ملائے اور جب وہ ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا تو اسے تو اسے آرتھوڈاکس (Orthodox) دقیانوس، فنیٹک (Fanatic) ریجڈ (Rigid) ان پڑھ، جاہل، دو رکعت کا امام، قل اعوذ یا وغیرہ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ ایک ہی سانس میں اسے وہ سب کچھ کہا اور بکا جاتا ہے کہ قلم و قرطاس اس کے ذکر کے بھی متحمل نہیں ہو سکتے۔ شرافت دم بخود اور حیا سر پیٹ کے رہ جاتی ہے۔ اور شائستگی اور معقولیت پر مبنی وہ رویے جنہیں ادب و فن سے جدا نہیں کیا جاسکتا اس وقت ایسے لوگوں سے دور بہت دور چلے جاتے ہیں۔ عمر عزیز کے ۲۲ برس ہم نے بھی ایسے لوگوں کے ساتھ گزارے ہیں۔ مگر غرض کے بندوں اور ہوس کے بندوں کی باہمی کدورتوں، کج بحثیوں اور کوتاہ اندیشیوں کے سوا یہاں کچھ نہیں پایا۔ ان میں سے کسی کو ملنے کو، کسی کی شکل دیکھنے کو اب اپنا جی نہیں چاہتا۔ شکل کیا دیکھنی ہے جیتے جی ان کی شکلیں ہی بگڑ چکی ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جس کاوش کا مولوی سے مطالبہ کیا جاتا ہے وہ مولوی کے قبضہ میں ہی نہیں ہے۔ وہ صرف اللہ کے قبضہ میں ہے۔ دین کے کسی عمل میں ترمیم، اضافہ یا تبدیلی کرنا، اختصار یا حذف کرنا تو صرف اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور مولوی اس حقیقت سے آگاہ ہے، وہ دین کی حقیقت کو جانتا ہے۔ احمد فراز ایسے دانش ور چونکہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں اس لئے وہ اپنے اس جہالت مآب مطالبے کو دہرانا دانش وری کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ روشن خیال لوگ مل کر اسلام "ریویو" کریں۔ پنجگانہ نماز کی پابندی غیر ضروری ہے۔ اجتہاد کے ذریعے سے اسلام میں چیزیں بڑھائی اور کم کی جائیں۔ مرد کی طرح عورت کو بھی دوستی کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ فراز صاحب! جو کام مولوی نہیں کرسکا آپ کرلیں۔ اس میں ایک طبقہ کو بُرا کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے اندر بھی ایک خوف چھپا ہوا ہے اور آپ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ اس سارے عمل کے لئے جواب دہ بھی آپ کو ہی ہونا پڑے گا۔ اس کی اچھائی برائی کے ذمہ دار بھی آپ ہی ہونگے۔ معاشرے میں اس سے پھیلنے والی خوشبو یا بدبو آپ ہی کو سونگھنا ہوگی اور اس کے لئے آپ تیار نہیں لگتے۔ فرازؔ صاحب! آپ کو اس بات کا شاید علم ہوگا کہ دین اللہ نے بنایا، اسی نے مکمل کیا، اسمیں

مولوی کا ذرا عمل دخل نہیں۔ اس میں امام غزالی، رازی، ابن رشد یا ابنِ مسکویہ نے بھی کوئی کمال نہیں دکھایا۔ انہوں نے اس کا پیرایۂ بیان بدلا ہے۔ اسے تبدیلی یا تنسیخ سے دوچار نہیں کیا۔ آپ کا مطالبہ تو ترمیم کا ہے۔ جو اللہ کے سوا کوئی پورا نہیں کرسکتا۔ لہذا آپ برداشت سے کام لیں اور اللہ تک جانے کا انتظار کریں۔ پھر اللہ سے ترمیم و اضافہ کی بات کریں۔ یہ تو اللہ کا اور آپ کا معاملہ ہے۔ مولوی بے چارہ یونہی آپ کے ہتھے چڑھ گیا۔ نہ جانے آپ کو مولوی سے اتنے ڈھیروں گلے شکوے کیوں ہیں؟ حالانکہ مولوی کا اس سے زیادہ کوئی قصور نہیں ہوگا کہ آپ کی پیدائش پر اس نے آپ کے ایک کان میں اذان کہہ دی ہوگی اور ایک کان میں اقامت کہہ دی ہوگی۔ پھر شاید مولوی نے آپ کا نکاح پڑھا دیا ہو۔ یہ واقعی مولوی کا قصور ہے۔ اس کام کے لئے اگر آپ نے مہاراج کتھک اپنے صاحب فن سے مشورہ کیا ہوتا تو پچھتانے کی نوبت ہی نہ آتی۔ اب اگلی منزل جنازے کی ہے۔ وہاں مولوی سے بچنے کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ آپ بھی ن۔م راشد کی تقلید میں جیتے جی یہ وصیت لکھ کر کمرے میں یا گلے میں لٹکالیں یا فخرزمان کے پاس امانتاً رکھدیں کہ آپ کے انتقال خوش مال کے بعد آپ کی نعش بے غش کو شعلۂ جوالہ بنا دیا جائے تاکہ آپ مکمل طور پر موہن جودڑو سے مل جائیں، اور وصل کامل ہوجائے۔ منتِ مولوی سے بھی جان چھوٹ جائے اور اس کم بخت کی اجارہ داری بھی ختم ہوجائے۔ فراز صاحب! آپ کو مولوی سے یہ بھی گلہ ہے کہ وہ بچوں کے ہاتھوں گھر گھر سے روٹیاں منگواتا ہے۔ فراز صاحب! جس محکمے کی "محکم" تنخواہ آپ کو ملتی ہے، وہ کس ہنر کی بنیاد پر ملتی ہے کبھی آپ نے غور فرمایا؟ یہ ہنر آپ ایسے بیسیوں افراد کو آتا ہے اور وہ بھی "تن خواہ" پار ہے ہیں۔ اس فن کو فنِ تملق کہتے ہیں۔ اس میں اور مولوی کے مانگنے میں بڑا فرق ہے۔ مولوی ہر دور میں زندہ ہے اور زندوں والے اعمال کا نمائندہ ہے۔ فراز صاحب! ضیاالحق مرحوم کے دور میں آپ کہاں تھے؟ آپ بولے کیوں نہیں؟ آپ کے دین میں ترمیم کے مطالبات کہاں تھے؟ مولوی تو تب بھی زندہ تھا جب آپ مر گئے تھے۔ مولوی آج بھی زندہ ہے جب آپ مولوی کو گالیاں دیتے ہیں۔ فراز صاحب! مولوی کو یہاں کے جاگیردار نے کمی بنایا۔ اس نے بھیک مانگ کے اذان، نماز، روزہ، حج، قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر، اصول تفسیر، علم الکلام، لغت، معانی، اشتقاق کو سینے سے لگائے رکھا اور بچائے رکھا۔ زندہ رکھا اور خود کو بھی زندہ رکھا۔ جس علم پر آپ نازاں ہیں وہ علم کیا ہوا؟ کہاں گیا؟ آپ بھی سائنسدان بنے ہوتے؟ آپ انجینئر، ڈاکٹر بنے ہوتے۔ آپ بھی تو ثقافتی بھکاری ہی بنے۔ مولوی سے بھیک نہ مانگنے کا مطالبہ آپ کو سجتا ہی نہیں۔ مولوی تو بھیک کی روٹی کھا کے اسکول، کالج کی فیس نہیں دے سکتا۔ آپ تو لاکھوں روپے خرچ کرکے یہاں تک پہنچے۔ گلہ تو آپ سے ہونا چاہئے، مولوی سے نہیں ہونا چاہئے۔ ذاتی طور پر آپ سے ہمدردی یوں ہوسکتی ہے کہ آپ نے آج تک مولوی کو جتنی روٹی دی ہے مجھ سے اس کی قیمت لے لیں۔ مولوی کو تو وہی روٹی پیش کرتا ہے جو اس عمل میں اپنی آخرت کا بھلا اور قبر کا اجالا دیکھتا ہے۔ وہ خوشی سے مولوی کی خدمت کرتا ہے، آپ بلا وجہ جلتے ہیں۔ حالانکہ بسوں پر اکثر لکھا ہوتا ہے کہ جلنے والے کا منہ کالا۔ فراز صاحب! مولوی بھی انسان ہے اس کی بھی خواہشات، تمنائیں، آرزوئیں ہیں۔ اس کے بھی وہی حقوق ہیں جو آپ کے ہیں۔ کیا اس کو معاشی، معاشرتی

خوشیاں حاصل کرنے کا حق نہیں۔ یہ حق کسی ترقی پسند نے، کسی ثقافتئے نے، کسی حکومت نے اسے نہیں دیا۔ مزدور، کسان، کوچوان، ریڑھی بان، مولوی ان میں سے کسی کو حقوق ملے؟ اگر مولوی کو حقوق ملتے تو وہ بھی لوگوں کے گھروں سے روٹیاں نہ مانگتا۔ اس کی روٹی آپ ایسوں نے چھین لی تو اس نے مانگنا وطیرہ بنالیا۔ اور وہ اتنا صابر ہے کہ اس نے اپنے حقوق کے لئے کبھی جلوس نہیں نکالے، ٹائر نہیں جلائے، زندگی کی دوڑ میں وہ صرف اسلئے پیچھے رہ گیا کہ اس کی روٹی آپ جیسوں نے چھین لی۔ اور بڑی بے دردی سے چھینی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرد کی طرح عورت کو بھی دوستی کا حق ہونا چاہیئے۔ فراز صاحب! دوستی کے لئے فخر زمان، افتخار عارف، احمد ندیم قاسمی، منیر نیازی و غیرھم تھوڑے ہیں کہ آپ عورت کی دوستی پر حق جتاتے ہیں اور عورت کو بھی دوستی کا حق دلاتے ہیں۔ اگر اللہ پر آپ کا ایمان ہے تو اللہ تو بیوی کی صورت میں آپ کو اور عورت کو "باہمی دوستی" کا حق دیتا ہے۔ ہاں اس کے علاوہ نہیں۔ کیا عورت ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے روپ میں آپ کو اچھی نہیں لگتی کہ آپ اس کو ایلزبتھ ٹیلر کی شکل میں دیکھنا چاہتے ہیں؟ شاید آپ کا اصل پرابلم یہی ہے۔

فون بستانِ عائشہ: 511356 فون مدرسہ: 511961

مدرسہ بستانِ عائشہ

طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کی عظیم درسگاہ

میں دو نئی درسگاہیں زیر تعمیر ہیں اہلِ خیر سے التماس ہے کہ اس کارِ خیر کی تکمیل کے لئے
فوری طور پر اپنے عطیات ارسال فرمائیں (جزاکم اللہ تعالیٰ)

ترسیل زر کے لئے:

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک: سید عطاء المحسن بخاری اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

واقعہ کربلا اور اس کا پسِ منظر (مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی)

ایک نئے مطالعے کی روشنی میں

تحقیق کی دنیا میں علماء اور دانشوروں سے دادِ تحسین وصول کرنے والی
نہایت متوازن اور مسلکِ حق کی ترجمان کتاب

قیمت: 150 روپے

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

قلم برداشتہ

سید عطاء المحسن بخاری

الا یا ایہا العلماء..............

کوئی کہتا ہے زندگی بے بندگی شرمندگی۔ کوئی الاپتا ہے زندگی نام ہے مر مر کے جیے جانے کا۔ کوئی پگ پگ زندگی تلاشنے کے بعد کہتا ہے۔

زندگی بس درست عبرت انبساطِ گل سے ہے
شب کو چٹکا، صبح مہکا، دن ڈھلے مرجھا گیا

کوئی "گوکتا" ہے

زندگی ایک مسافر کی قبا ہے جس میں
ہر گھڑی درد کے پیوند لگے رہتے ہیں

تجربات، پریشانیوں، گھبراہٹوں اور سخت آزمائشوں کے پیوند یوں لگے ہوئے ہیں جیسے آسمانِ دنیا پر ستارے۔ زندگی کی قبائے تارتار کے یہ پیوند ستاروں ہی کی طرح جگمگاتے، جھلملاتے، ایک دنیا کو لبھاتے ہیں اور زندگی کرنے کی خو پیدا کرتے ہیں۔ جو لوگ زندگی کرنے کی خو پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ لوگ ہی دراصل سماج یا معاشرے کا سنگھار ہوتے ہیں۔ ایسے باہمت، عزم کے پیکر، کوہ وقار لوگ اکثر و بیشتر امت کے تیسرے طبقے سے ہی کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ کسی نے کبھی سوچنے کی زحمت نہیں اٹھائی۔ شاید ماضی میں انسانی طبقوں کے حوالے سے کسی نے اس پہلو پر غور کیا ہو اور لکھا ہو مگر آج کے عہد خراب میں ان طبقوں کے متعلق تو سوچنا بھی معاصر استبداد سے بغاوت کے مترادف ہے۔ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ، محمود حسن، ابوالکلام آزاد، عبید اللہ سندھی، عطاء اللہ شاہ بخاری، محمد گل شیر شہید، غلام غوث ہزاروی اور بیسیوں ایسے مرحومین کے نام گنوائے جاسکتے ہیں جو بڑی بڑی معاشرتی کٹھنائیوں کو عبور کر کے امت مسلمہ کے لئے چراغ راہ اور سنگ میل بن گئے۔ کوئی سی کلفت، اذیت، مزاحمت ان کی منزہ زندگی کے راستہ میں سنگ مزاحم نہیں بن سکی۔ آخر وہ بھی تو گوشت پوست کے انسان تھے۔ ان کی بھی معاشی، معاشرتی ضرورتیں تھیں۔ ان کی اولاد کے مسائل اور گھریلو زندگی کے مسائل بھی تھے۔ سماج نے ان کو بھی بس "مولوی" ہی جانا۔ مگر انہوں نے اپنے فقر اور اپنی بے وسائل زندگی کے باوجود زندگی کے سینکڑوں مسائل حل کیے۔ معاشرے کو حریت بخشی، شعورِ حریت عطا کیا، جہدِ مسلسل سے عبارت زندگی کی حقیقی آگہی سے نوازا، زمانہ کے جابر و مستبد لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کے غضب و انتقام کی چیرہ دستیوں سے نمٹنا سکھایا۔ کفر و ضلالت، شرک و بدعت اور الحاد و ارتداد کے چہرۂ عصیاں ماب سے نقاب نوچ لینے کی جرأت و ہمت عطاء کی۔ تہذیبِ نبوی ﷺ پر استقامت و عزیمت کا درس وفا دیا۔ اور اسے زمزمہ محبت بنا دیا۔ ماضی سے والہانہ محبت و الفت

کرنے کا ڈھنگ سکھایا۔ ماضیٔ مرحوم کا شیدائی بنا دیا۔ اور دنیا نے دیکھا، فلک نیم روز کی نگاہ برق فشاں نے اپنی آنکھیں مل مل کے مشاہدہ کیا اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھا۔ ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی؟

بریلویو، دیوبندیو، اہل حدیثو! کیا ہوا، تمہارے سوتے خشک ہو گئے؟ کیا تم میں کوئی عبدالباری فرنگی محلی، کوئی عبدالماجد بدایونی، کوئی انور شاہ کاشمیری اور کوئی بھی ثناء اللہ امرتسری نہیں؟ تم جیتے جی مر گئے ہو؟ کہ تمہاری سمت بدل گئی ہے، کہیں تم نے بھی جبے قبے عمامے عبائیں اور قبائیں سجانے کو دین سمجھنا اور دین بتلانا شروع تو نہیں کر دیا؟ خدانخواستہ تم احبار و رہبان کا متبادل تو نہیں بن گئے؟ اللہ نہ کرے کہ اس خیال کی تصدیق ہو کہ تم موجودہ سیکولر اور لبرل معاشرہ میں اور روشن خیالوں کے اس عہد ادبار میں ذلت و نکبت کا نشان بن گئے ہو۔ اے کاش یہ وہم ہو کہ:

تم سیکولر پالیٹکس کے حصہ دار بن کے اس لعبت فرنگی کی لذتوں کے اسیر ہو گئے ہو۔

تم نے دل سے جمہوریت کو قبول فرما لیا ہے۔

تم نے بھی اللہ و رسول ﷺ کے اسلام کو زمانے کی ترقیوں کا ساتھ دینے سے معذور مان لیا ہے۔

فاروق لغاری، بے نظیر زرداری، شیر افگن نیازی، کھرل، رضا ربانی، سردار آصف، حنیف رامے وغیرہ کے اسلام کو تم نے بھی مان لیا ہے، تم بھی انہی کے ساتھ ہو۔ گوشت خاک ہو مگر آندھی کے ساتھ ہو۔

خاکم بدہن..... اگر ایسا ہے تو پھر جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے بہت کم ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے جسکی مجھے بھی کچھ کچھ امید ہے تو پھر تمہاری چپ کا کیا مطلب ہے؟ اسے مداہنت کہوں؟ اسے رخصت کہوں؟ اسے انتظار شخص موعود کہوں؟ کس نام سے تعبیر کروں؟ کب اٹھو گے؟ کب جاگو گے؟ کب یہود و نصاریٰ کا راستہ روکو گے؟ کب ان سراپا عذاب کیتھرائن اور الزبتھ کے نقلچیوں بغل بچوں، لے پالکوں، ملازموں اور کمینوں سے ہماری جان و ایمان اور وطن کو آزاد کراؤ گے؟ مسرتوں کا وہ سویرا کب آئیگا؟ جب یہ آذری بت توڑے جائیں گے۔ جب کاخ امرا کے در و دیوار ہلا دیئے جائیں گے۔ کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟ پیاسے کو شبنم سے بہلانے کے بجائے اپنی زمین کا پانی پینے کا سندیسہ کب آئیگا؟

کب تلک ان کی نگہ ناز پہ جینا ہوگا

زہر دیں اس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

وہ کون لوگ ہوں گے جو آج زندگی کی راحتیں اور رعنائیاں واپس لانا چاہیں گے۔ جو مسلمانی کی لاج رکھ لیں۔ فرض اداء کر دیں۔ قرض چکا دیں۔ اللہ کی بارگاہ جلال و اکرام میں سرخرو ہونے کے قابل ہو جائیں۔ سیاستدانوں کی شتر مرغانہ ادائیں پامال کر دیں۔ حکمرانوں کی ابلیسی چالوں کا خم ٹھونک کر مقابلہ کریں۔ حکمرانوں کی شیطنت کا بروقت نوٹس لیں۔ استبداد، جور و جفا اور ظلم کے جاگیردارانہ ہتھکنڈوں کے خارزار عبور کر جائیں اور استحصالیوں کی متکبرانہ زبیرائی گردن کو تاہ کریں۔ ان کا سر پر غرور خم کریں۔ علماء کرام!

ذرا سوچو، سمجھو، سنبھلو، ادھر دیکھو۔ دہشت و وحشت کے جنگل میں قاضی حسین احمد نے پہلی اذان دے دی ہے۔ قاضی صاحب بہت حد تک سبکدوش ہوگئے ہیں۔ وارثان منبر و محراب! کیا تم نے قاضی صاحب کی اذان بھی نہیں سنی؟......... ساٹھ برس قبل ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بتکدۂ ہند میں اذان دی تھی۔ اس کی للکار کی گونج آج بھی ہماری سماعتوں سے ٹکرا رہی ہے۔

الایا ایھا العلماء!

"آہ تمہاری غفلت سے بڑھکر آج تک دنیا میں کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوئی اور تمہاری نیند کی سنگینی کے آگے پتھروں کے دل چھوٹ گئے۔

آہ تم ایسے نہ تھے

آہ میں کیا کروں اور کہاں جاؤں اور کس طرح تمہارے دلوں کے اندر اتر جاؤں اور یہ کس طرح ہو کہ تمہاری روحیں پلٹ آئیں اور تمہاری غفلت مرجائے۔ یہ کیا ہوگیا ہے کہ پاگلوں سے بھی بدتر ہوگئے ہو اور شراب کے متوالے تم سے زیادہ عقل مند ہیں۔ تم کیوں اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو اور کیوں تمہاری عقلوں پر ایسا طاعون چھا گیا ہے کہ سب کچھ کہتے اور سمجھتے ہو پر نہ تو راست بازی کی راہ تمہارے آگے کھلتی ہے اور نہ گمراہوں کے نقش قدم چھوڑتے ہو!"

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد
"تو" از سر نو جلوہ "دہی" دار و رسن را

اپنے عطیات اور زکواۃ و صدقات

مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں

مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور

نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہل خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ مہتمم مدرسہ معمورہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی۔ ملتان۔ فون:۔ 511961
بذریعہ بینک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان۔

ہارون الرشید
معاصر آراء

ناتمام (۱)

درمدح ابوالکلام آزاد رحمتہ اللہ علیہ

ایک قاری نے سوال کیا ہے اور وہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ یہ کہ تم کا ہے ابوالکلام کا ذکر کرتے ہو۔ اس تکریم اور احترام سے کیوں کرتے ہو کہ وہ تو پاکستان کے مخالف تھے۔

کسی لکھنے والے کو خواہ وہ اس حقیر ایسا ہی کیوں نہ ہو، ہجوم سے رہنمائی حاصل نہیں کرنی چاہیئے۔ رہنما تو فقط ضمیر ہی ہو سکتا ہے لیکن اس میں کلام نہیں کہ لکھنے والوں کی ساری اہمیت اور بہت کچھ توقیر قاری کے دم قدم سے ہے۔ اخبار نویس صوفی نہیں ہوتا کہ صلہ و ستائش سے بے نیاز ہو یا ملامت اور مسترد ہونے کے اندیشے کو نظر انداز کر سکے لہٰذا سوال کیا جائے تو اس پر جواب لازم ہے۔

جی ہاں! یہ خطاکار ابوالکلام کا اکرام کرنے کے جرم کا اعتراف کرتا ہے۔ ایک ابوالکلام ہی پر کیا منحصر ہے، وہ تو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق اور حسین احمد مدنی کا خوشہ چین بھی ہے۔ ابوالاعلیٰ کی بات تو دوسری ہے کہ ۱۹۷۱ء سے شروع ہونے والی آزمائشوں کے عہد میں یہ انہی کے ماننے والے تھے جنہوں نے سب سے آگے بڑھ کر دفاع وطن کی جنگ لڑی لہٰذا اب ذہنی طور پر مجنوں اور مفلس لوگوں کے سوا سید مودودی کے حوالے سے حُبِ وطن کی بحث تمام ہو چکی ہے۔

کاش کوئی قرینہ ہوتا کہ چند جملوں میں اس شخص کے کردار کا احاطہ کیا جا سکتا جسے امام الہند کہا گیا، جس کے لئے امیر شریعت کا خطاب تجویز ہوا اور جسے اب تاریخ ابدالآباد تک ابوالکلام کے نام سے یاد رکھے گی۔ یہ بجا کہ محمد علی جناح.... قائد اعظم محمد علی جناح ہمارے لیڈر ٹھہرے۔ سچ تو یہ ہے کہ قوم نے انہیں اپنا رہبر تسلیم کیا اور اپنی عنان اس کامل یقین کے ساتھ ان کے ہاتھ میں دے دی جو اولاد کو باپ پر ہوتا ہے۔ وہ اس کے مستحق تھے کہ قدرت نے انہیں حیرت انگیز جرأت، عزم، دیانت، خلوص اور بصیرت سے نوازا تھا۔ وہ بھیڑوں کے اس گلّے کا گڈریا بننے کے مستحق تھے۔ یہ تاریخ کے فیصلے خدا کے فیصلے ہیں۔ ارشاد یہ ہے "زمانے کو برا مت کہو کہ میں زمانہ ہوں"

لیکن کون سنگ دل اور سفاک ہے؟ کون مفلس اور تہی دامن ہے جو ابوالکلام کی عظمت سے انکار کی جرأت کرے۔ وہ کون تھا جس نے شباب کی آنکھ کھولنے سے پہلے ہی سر ہتھیلی پر رکھ لیا تھا اور وہ کون تھا کہ لڑکھڑانے کی عمر میں داخل ہونے سے بھی پہلے جس کے علم و ادراک کا غلغلہ ہندوستان کی ساری فضا میں برپا ہو چکا تھا۔ یہ ابوالکلام تھے جن کے تہور نے ہندوستان میں استعمار کی ہیبت کو حقیر بنا دیا۔ نہیں خدا کی قسم یہ حیلہ جو گاندھی اور بے عقیدہ پنڈت نہرو نہ تھے۔ اگر کوئی ابوالکلام کے سوا بھی تھا تو وہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور محمد علی جوہر تھے۔

پاکستان ایک تجربہ ہے۔ ساری پستیوں اور ذلتوں کے باوجود جن میں ہم مبتلا ہیں اور جن سے اس مقدس سرزمین کے پیکر پر زخم لگے۔ خدائی اشارے یہ ہیں کہ یہ تجربہ ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب رہے گا۔ اس کامرانی کے لئے اگر ہماری شہ رگوں کا خون نچوڑنا پڑے اور ہمیں اپنی اولاد قربان کرنی پڑے تو یہ سودا مہنگا نہ ہوگا کیونکہ خاکم بدہن اس تجربے کی ناکامی کے پار، دنیا کی وہ سب سے زیادہ سنگدل قوم کھڑی ہے کہ جسے حکمرانی اور ظلم کے مواقع عطا ہوئے تو چنگیز اور ہلاکو کے مظالم بچوں کی کہانیاں بن جائیں گے۔

اس کے باوجود میں دہراتا ہوں کہ پاکستان ایک تجربہ ہے جبکہ اسلام اور انسانی اقدار دائمی اور ابدی حقائق ہیں۔ جب پاکستان وجود نہ رکھتا تھا تو اسلام تب بھی اللہ کا دین تھا اور انسانی و اخلاقی اقدار تب بھی زندگی کی سب سے قیمتی متاع تھیں۔ ابوالکلام ایک انسان تھے اور یہ ان کی خطا ہے کہ وہ پاکستان کو بنتے ہوئے نہ دیکھ سکے لیکن اسلام اور اخلاق کے کسی بھی پیمانے سے دیکھا جائے تو وہ ایک عظیم الشان آدمی تھے۔ دین کی ان جیسی غیرت کس میں تھی؟ ان سے بڑھ کر قرآن کا ادراک کس کو تھا؟ اپنے ذاتی کردار میں کتنے لوگ ابوالکلام ایسے اجلے ہو سکتے ہیں؟ حریت مآب ابوالکلام نے ہندوستان کے بے توقیر مسلمانوں کو اسلام سمجھایا، انہیں آزادی کی عظمت سے آشنا کیا اور بہت سے پہلوؤں سے ایک نمونۂ عمل بن کر دکھایا، فقر میں شہنشاہی اور وحشت کے طوفان میں شائستگی کا نمونہ۔ اگر باقی سارے اصول باطل ہیں اور اگر صرف پاکستان کی حمایت ہی واحد اصول ہے تو ان مسلم لیگی لوڈیوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو ۱۹۴۷ء یا ۱۹۴۶ء میں آناً فاناً اس قافلے سے آملے، جو اب منزل پہ پہنچنے والا تھا۔ معاف کیجئے قائداعظم ان کے چند ساتھیوں، طالب علموں، کارکنوں کے استثنیٰ کے ساتھ مسلم لیگی لیڈروں کی عظیم اکثریت ابن الوقتوں اور حقیر کردار کے لوگوں پر مشتمل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان ان کی ابن الوقتی اور پستی کردار کی تماشہ گاہ بنا اور اب تک بنا ہوا ہے۔

وطن کی محبت سے محرومی انسان کو آدمیت کے ارزل ترین درجے میں پہنچا سکتی ہے اور اسلام کے نام پر وجود پانے والے وطن کی محبت سے محرومی تو شاید گناہ کے زمرے میں آئے گی لیکن گستاخی معاف اگر مجھے لوڈہی مسلم لیگیوں اور ابوالکلام آزاد میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑے تو میں قیامت کے دن ابوالکلام کے ساتھ اٹھائے جانے کی آرزو کروں گا۔ کیا عمر بھر کے زہد و ایثار کے ساتھ اندازے اور تجزیے کی ایک غلطی کرنے والے سرفروش اور عالم پر پستی کردار کے ان نمونوں کو ترجیح دی جائے گی جن کا کارنامہ فقط یہ ہے کہ ان کا ایک سیاسی اندازہ درست رہا..... ہاں قائداعظم اور ان کے بعض ساتھی ایک استثنیٰ ہیں یا نوجوانوں کا وہ ہجوم جو اس اولوالعزم کے گرد جمع ہو گیا تھا لیکن جہاں تک عام لیگی لیڈروں کا تعلق ہے، خدا کی قسم ان میں سے بیشتر موجودہ مسلم لیگی لیڈروں سے بھی بدتر تھے اور جس طرح ان لیڈروں کا اعزاز صرف پیپلز پارٹی کی مخالفت ہے ان کا اعزاز بھی کانگریس سے مخالفت کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہ لوگ بدتر نہ ہوتے تو یہ ملک مذاق نہ بنتا۔ کتنے مسلم لیگی ہیں جو ۱۹۷۱ء میں ڈھاکہ میں نمودار ہونے والے طوفان میں کھڑے رہے؟ کتنے مسلم لیگی ہیں جو افغانستان کے راستے پاکستان کی طرف بڑھنے والی پاگل روسی فوج کی مزاحمت کے لئے اٹھے؟ کتنے مسلم

لیگی ہیں جو مقبوضہ کشمیر میں مسلم برصغیر کے مستقبل کی جنگ میں شرکت پر آمادہ ہوں؟

تعصب اور صداقت میں ایک ازلی تصادم ہے۔ نفرتوں کے مارے لوگ کبھی سچائی کو نہیں پا سکتے۔ پاکستان ایک حقیقت ہے جو ہر پاکستانی کو ماں باپ اور اولاد سے بڑھ کر عزیز ہونا چاہیئے۔ قائداعظم کا تاریخی کارنامہ بھی ایک عظیم صداقت ہے لیکن سچ یہ ہی ہے کہ استعمار کے خلاف ایک جنگ مکتب دیوبند کے زعماء نے لڑی۔ ابوالکلام، عطاء اللہ شاہ بخاری، چودھری افضل حق اور ان کے ساتھیوں نے لڑی۔ بے شک ظفر علی خان اور محمد علی جوہر نے بھی لڑی لیکن ایک کے اعتراف کی بنیاد دوسرے کے انکار پر کیوں کھڑی کی جائے۔ کیا ہم اتنے کھوکھلے اور پست ہو چکے ہیں کہ پورا سچ سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے؟

کسی عہد کی تاریخ کا کامل ادراک ممکن نہیں، جب تک کہ اس کی سیاسی کشمکش سے پیدا ہونے والے تعصبات تحلیل نہ ہو جائیں اور یہ وقت ابھی نہیں آیا..... مسلم لیگیوں کی دکان پر اب بھی تعصب ہی کا کاروبار ہوتا ہے اور ان کے ناکام اور زخمی حریفوں کے پاس تو تعصب کے سوا کچھ بچا ہی نہیں۔ لہذا ابھی انتظار لازم ہے۔ حتی کہ زمانہ کروٹ لے اور صداقت آشکار ہو جائے۔

اور ہاں! میرے پیارے قاری، ابوالکلام ہندستان کی تقسیم کے مخالف تھے پاکستان کے مخالف نہ تھے۔ جب پاکستان بن چکا تو انہوں نے بارہا صاف اور دوٹوک لہجے میں کہا تھا کہ اب مسلمانوں کو اپنی ساری توانائی پاکستان کے استحکام پر صرف کر دینی چاہیئے۔

اور یاد رکھیئے ابوالکلام بزدل اور مصلحت کوش نہ تھے۔ وہ ہجوم کی خوشنودی کے کبھی آرزومند نہ تھے۔ ایسے ہوتے تو آخر میں مسلم لیگ میں شامل ہو جاتے۔

اقبال نے سچ کہا تھا پاکستان کے مخالف یہ نہ سمجھ پائے کہ قوم محض وطن سے نہیں بنتی لیکن سچ تو یہ بھی ہے کہ مسلم لیگ نے بھی اپنی جدوجہد وطن کی آرزو ہی پر استوار کی تھی! جی ہاں صرف آرزو پر!

(روزنامہ "خبریں" لاہور۔ ۱۷ جون ۱۹۹۶ء)

احرار ختم نبوت سنٹر کی تعمیر

جدید مرکز احرار دارالعلوم ختم نبوت اور احرار ختم نبوت سنٹر مقابل مرکزی مسجد عثمانیہ، معاویہ چوک، ہاؤسنگ سکیم چیچا وطنی۔ کی تعمیر کا کام جاری ہے ضلع ساہیوال بالخصوص علاقہ چیچا وطنی کے ساتھی خصوصی توجہ فرمائیں۔

رابطہ:۔

دفتر احرار جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ چیچا وطنی۔

ہارون الرشید

ناتمام (۲)

یہ کون بول رہا ہے خدا کے لہجے میں

گاہے آدمی جھجک کا شکار ہو جاتا ہے۔ اندیشہ ہونے لگتا ہے کہ اسے جانبدار یا متعصب نہ سمجھ لیا جائے۔ عصر حاضر کے خطیب اعظم کے بارے مین کئی بار لکھ چکا ہوں۔ ارادہ کرتا ہوں کہ عالی جناب کا تذکرہ نہ کروں لیکن کیا کیجئے۔ وہ نظر کے سامنے سے ٹلتے ہی نہیں۔ اہتمام کر کے صفحہ اوّل پر تصاویر چھپواتے اور ایسے بیانات جاری کرتے ہیں کہ قلم تڑپ اٹھتا ہے۔

فرمایا "میں بیس حلقوں کے انتخابی نتائج بدل دوں گا"........ اس جملے پر غور کیجئے کیا یہ ایک فانی انسان کا لہجہ ہے؟

سید عطاء اللہ شاہ بخاری بزم آرا تھے۔ اچانک سوال کیا عصر حاضر کا سب سے بڑا خطیب کون ہے؟ لوگوں نے کہا: شاہ جی آپ کے سوا دوسرا کون ہو سکتا ہے۔ فرمایا میں نہیں ہوں کوئی دوسرا نام لو۔ ابوالکلام اور نواب بہادر یار جنگ کے نام لئے گئے۔ اس پر تامل کیا اور نسبتاً ایک گمنام شخص کا نام لیا، کہا اس شخص نے میری موجودگی میں خطاب کیا تو میں پریشان ہو گیا کہ اس کے بعد کہنے کے لئے کیا باقی بچا۔

حسین احمد مدنی خطاب کر رہے تھے کہ شاہ جی سامعین کی صف میں آکر بیٹھ گئے۔ خلق خدا نے دیکھا تو شور مچا دیا۔ مولانا اپنے مزاج کے برعکس بگڑ گئے کہ ہمیں مدعو کر کے توہین کرتے ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ اس روز شاہ جی دیر تک آزردہ رہے۔ ملال تھا کہ ان کی وجہ سے ایک صاحب تقویٰ کا دل میلا ہوا۔

لاہور میں ایک جلسۂ عام سے ابوالکلام مخاطب تھے۔ دریا روانی سے بہہ رہا تھا کہ ہجوم کی نگاہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری پہ پڑی۔ بخاری بخاری ہجوم چیخا۔ ابوالکلام ششدر رہ گئے کہ اس وقت جب اس قادر الکلام کی زبان موتی رول رہی ہے، لوگوں کا دھیان کسی دوسری سمت کیسے ہوا۔ وہ حیران کھڑے تھے کہ شاہ جی اٹھے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا: ان جہلاء کی جسارت پر میں شرمندہ ہوں آپ خطاب جاری رکھیئے۔

اور سید صاحب کیسے خطیب تھے؟ سننے والے بیان کرتے ہیں کہ برصغیر کی سرزمین نے ایسی آواز کبھی سنی ہی نہ تھی۔ جھنگ میں خطاب کرنے اٹھے اور حسب معمول ایک رکوع تلاوت فرمایا۔ شاہ جی کو قادر مطلق نے صرف لحن ہی عطا نہ کیا تھا، صرف زبان کے شناور ہی نہ تھے بلکہ کلام مجید کے مفہوم و معانی کی نزاکتوں سے آشنا اور ایقان و ایمان سے درجہ کمال میں بہرہ ور تھے۔ لہذا قرآن پڑھتے تو وجد میں ہوتے۔ یوں لگتا کہ جیسے آیات آسمان سے نازل ہو رہی ہیں۔ سحر میں مبتلا مجمع میں سے ایک دیہاتی اٹھا اور ہاتھ جوڑ کر التجا کی: شاہ جی ایک رکوع اور سنا دیجئے۔ خطیب پر سرمستی طاری تھی، پوچھا برداشت کر سکو گے؟ پھر کیف کے عالم میں پڑھنے لگے حتیٰ کہ جلسہ گاہ سسکیوں سے گونج اٹھی۔ کچھ دیر خطاب کرتے رہے اور جب جادوگر کا سحر

عروج پر پہنچا تو ایک شخص چیخ کر روتا ہوا سٹیج کے سامنے پہنچا اور کہا: شاہ جی میں ایک ہندو ہوں، مجھے مسلمان کر لیجئے۔ شاہ جی کیسے غنی تھے۔ پہلو میں بیٹھے ایک روحانی پیشوا (پیر سید مبارک شاہ صاحب رحمہ اللہ) کی طرف اشارہ کیا اور کہا "مسلمان کرنے والے یہ بیٹھے ہیں"

یہ ایک تنہا واقعہ نہیں۔ اسی خطابت کے اس جادو سے سینکڑوں کو مسلمان کیا۔ استعاروں میں تاریخ بیان کرتے۔ گزرے ہوئے عہد کے کردار انکی زبان سے زندہ ہو جاتے۔ سرکار دوعالم ﷺ کے ارشادات سے سماں باندھتے۔ قرن اولیٰ کے مسلمانوں کو یاد کرتے، فارسی، عربی اردو اور پنجابی زبان کا بہترین کلام ان کے حافظے میں محفوظ تھا۔ خود شعر کہتے اور شعر کا وہ ایسا ذوق رکھتے تھے کہ ارد گرد وقت کے بہترین شاعروں کا ہجوم رہتا۔ شعر اس طرح پڑھتے کہ کسی نے پڑھا نہ سنا۔ اردو زبان پر ایسی دسترس تھی کہ لکھنؤ اور دہلی سے داد پائی۔ فارسی میں خود نعتیں لکھیں، پنجابی گھر کی زبان تھی۔ سرائیکی لہجے سے کامل آشنا۔ اعلیٰ پائے کے عالم دین، ضلع جگت اور پھبتی میں ایسے رواں کہ سننے والے حیران رہ جاتے۔ یوں لگتا کہ سروں پر پرندے بٹھا دیئے گئے ہیں۔ وقفہ کرتے تو جلسہ گاہ میں سانسوں تک کی آواز سنی جا سکتی تھی۔ وجیہ ایسے کہ ایک انگریز دانشور نے دیکھا تو اس کے ذہن میں بقول اس کے حضرت مسیح کا تصور ابھر آیا۔ ذاتی کردار میں اتنے اجلے کہ کوئی حرف گیری نہ کر سکا۔ ایک بار خود کہا کہ کرہ ارض کی ساری عورتوں کو بہنیں، بیٹیاں سمجھتا ہوں، خدا کے فضل سے آج تک آنکھ میلی نہیں ہوئی۔ بہادر ایسے کہ جب گاندھی اور نہرو تاویلیں کرتے تھے وہ صاف صاف للکارتے اور علی الاعلان بغاوت کرتے رہے۔ فقر ایسا کہ جس مکان میں آخری عمر بسر کی اس کی کچی دیواروں سے مٹی جھڑتی رہتی اور دروازوں پر ٹاٹ کے پردے لٹکے ہوتے۔ اس مکان کا کرایہ پندرہ روپے ماہوار تھا۔ اتنے بے تکلف، ایسے سادہ اور مخلوق خدا سے ایسی محبت کرنے والے کہ لوگ فدائی بن جاتے۔ کبھی کسی کو حقیر نہ جانا، کبھی کسی کو گالی نہ دی، سلور کے کٹورے اور مٹی کے پیالے میں ستو پی لیتے۔ رقیق القلب ایسے تھے کہ ڈھنگ کا شعر سن لیتے تو آنکھیں بھر آتیں۔

ان سارے اوصاف اور کمالات کے ساتھ شاہ جی ہار گئے۔ قوم نے ان کا مؤقف مسترد کر دیا اور قائداعظم محمد علی جناح کو مان لیا جو صرف انگریزی میں خطاب کر سکتے تھے۔ لوگوں کی زبان ہی نہیں جانتے تھے۔ وہ کردار کے اجلے تھے لیکن اصل یہ ہے کہ ان کی بصیرت غالب تھی اور ان کا تجزیہ درست تھا۔ وہ زیادہ دور تک دیکھ سکتے تھے اور ان کا مؤقف وقت سے ہم آہنگ تھا۔ وہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

اللہ تعالیٰ اس کی قبر پر نور کی بارش کرے۔ گزرے اور آنے والے وقتوں کے سب سے بڑے خطیب میں کیسا انکسار تھا کہ وہ خود کو بڑا خطیب تک نہ کہتے تھے۔ انہوں نے اپنے حریف قائداعظم کی عظمت کا اعتراف کیا اور اس کے بنائے ملک کے دفاع کی جنگ لڑنے کا اعلان کیا۔ ان کی زبان سے تو کبھی کسی نے تکبر کا ایک جملہ نہ سنا۔

(بقیہ ص ۴۴ پر دیکھیں)

بحث و نظر

مولانا محمد ازہر، مدیر ماہنامہ "الخیر" ملتان

تاریخ کو مسخ نہ کریں

راقم السطور روزنامہ "خبریں" کی 11جون کی اشاعت میں جناب ہارون الرشید کے "ناتمام" پرانہیں ہدیہ تبریک پیش کرناچاہتاتھا۔موصوف کایہ کالم حق گوئی'راست گفتاری'عالمانہ وسعت نظر'وسیع القلبی اور تاریخی حقائق کو کھلے دل سے تسلیم کرنے کی ایک روشن مثال ہے۔جناب ہارون الرشید نے پروپیگنڈے اور تعصب کی گہری دھند میں قلندرانہ جرات کامظاہرہ کرتے ہوئے ماضی قریب کی محبوب مگرمظلوم شخصیات مولاناسید حسین احمد مدنی'مولاناابوالکلام آزاد اور مولاناسیدعطاءاللہ شاہ بخاری رحمہم اللہ کے علم و تقویٰ'تدبروفراست اور تکلم و خطابت سے اپنے قارئین کوروشناس کرایا۔انکی عظمت کے اعتراف میں ماحول کی عصبیت و تنگ نظری سے متاثرنہیں ہوئے۔حقیقت اور عقیدت کے فرق کو قائم رکھا۔قائداعظم اور علامہ اقبال کے کارناموں اور ان کے سیاسی مخالفین کی قومی خدمات کے تذکرے میں توازن کونبھایا۔مدح و قدح میں حسن اعتدال سے کام لیا۔ان کایہ بے لاگ تجزیہ ہرلحاظ سے لائق تحسین اور قابل تائید ہے۔مگر یہ دیکھ کر حیرت کی انتہانہ رہی کہ 30جون 1996ء کے روزنامہ "خبریں"میں سیدعبدالقدیرصاحب نے"تاریخ کے ساتھ ناانصافی نہ کریں" کے عنوان سے اس کالم پرسخت غصہ اور شدیدنکتہ چینی کی ہے۔انہوں نے ہارون الرشیدصاحب کے احساسات کو محض جذبات کانام دیا۔مولاناابوالکلام آزادؒ اور حضرت شاہ جیؒ کومخالفینِ پاکستان کے لقب سے نوازا اور ایک ایسابے سروپاقصہ لکھ ڈالا جس کاکوئی ثبوت شاہ جیؒ کے معتقدین یامخالفین کی تحریروں میں نہیں ملتا۔

انہوں نے لکھاکہ شاہ جیؒ نے اپنے زورِ خطابت میں کہاکہ "ہمارے دکھوں اورمصائب کاعلاج پاکستان نہیں اورپاکستان نہیں بنے گا" اس پرایک شخص چلایا"آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔اس پرشاہ صاحب یوں گویاہوئے "ہاں میں جھوٹا ہوں اس لئے کہ میں حافظ قرآن ہوں'میں جھوٹاہوں کہ میری بیوی حافظ قرآن ہے'میں جھوٹاہوں کہ میری بیٹی حافظ قرآن ہے۔ میں پھرکہتاہوں کہ پاکستان نہیں بنے گا ہرگزنہیں بنے گا۔اگریہ بن پایااورمیں زندہ رہاتومیرے منہ پرآکر تھوک دینااورمیں زندہ نہ رہاتو میری قبرپرآکرپیشاب کردینا۔"اس کے بعد احراری کارکنوں نے ہم پر طعن و ملامت کی اورہمارے سمیت بہت سے اور نوجوان جلسے سے اٹھ

آئے۔ عبدالقدیر صاحب کا کہنا ہے کہ یہ آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقعہ ہے۔

ہمیں افسوس ہے کہ روایت و درایت عبدالقدیر صاحب کے اس مبینہ واقعہ کی تصدیق نہیں کرتے اور اس میں منکرین حدیث کے طرز پر رنگ آمیزی، مبالغہ آرائی بلکہ غلط بیانی کے قرائن و شواہد صاف معلوم ہو رہے ہیں۔

اولاً یہ ایک اہم واقعہ ہے مگر اس کا کوئی ذکر شاہ صاحبؒ کے حالات و سوانح میں نہیں ملتا "پاکستان نہیں بن سکتا" ایک بہت بڑا دعویٰ ہے۔ شاہ صاحبؒ جیسا محتاط خطیب اس طرح کا جذباتی نعرہ ہرگز نہیں لگا سکتا اور اس کے لئے ان کی پوری زندگی کی شہادت کافی ہے۔

ثانیاً اگر شاہ صاحب نے ایسا فرمایا ہوتا تو مان لیجئے کہ ان کے معتقدین نے ازراہ عقیدت و محبت اس کو ذکر نہ کیا مگر مخالفین کو کیا ہوا کہ وہ بھی اس قسم کے دعوے کا یکسر کوئی تذکرہ نہیں کرتے حالانکہ وہ انہیں اب تک معاف کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کیا عبدالقدیر صاحب کے علاوہ باقی تمام لوگوں کے ذہن سے یہ واقعہ فراموش ہوگیا یا وہ تاریخی حقائق کی نقاب کشائی میں عبدالقدیر صاحب کے "مقام" تک نہیں پہنچ پائے؟

ثالثاً شاہ جیؒ زبان آشنا، سخن فہم اور معجز بیان خطیب تھے۔ ان کی زبان تسنیم و کوثر سے دھلی ہوئی ہوتی۔ الفاظ موتی بن کر منہ سے جھڑتے اور فقرے پھولوں کی طرح خوبصورت، نازک اور خوشبو آفریں ہوتے۔ وہ نہ صرف عوام کے مجمعوں کو اپنی سحربیانی سے مسحور کرتے بلکہ بڑے بڑے اہلِ علم و فضل اور خطبائے وقت بھی ان کی خطابت و اثر آفرینی کا لوہا مانتے تھے۔ جس شخص کی دل نشین و دلنواز خطابت کو ابوالکلام آزادؒ، بہادر یار جنگؒ، احمد سعید دہلویؒ اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جیسے شعلہ بیان اور آتش نواز خطیبوں نے خراج تحسین پیش کیا ہو اس کے حسن خطاب اور خوبیٔ تقریر کا اندازہ کچھ مشکل نہیں۔ ایسے فصیح و بلیغ خطیب کے بارے میں "میرے منہ پر آکر تھوک دینا اور میری قبر پر آکر پیشاب کردینا" جیسے الفاظ منسوب کرتے وقت اتنا تدبر بھی نہیں کیا گیا کہ شاہ جیؒ کو سننے والے ایسے عامیانہ فقروں کی بندش ہی سے اندازہ لگالیں گے کہ یہ سنگریزے بخاریؒ کی زبانِ گوہرافشاں کی تخلیق نہیں۔ تعجب ہے کہ اقلیم خطابت کا تاجدار اور بخاریؒ جیسا قادرالکلام انسان کسی پیشین گوئی کے قطعی ہونے کو بیان کرنے کیلئے "میری قبر پر آکر پیشاب کردینا" جیسے رکیک اور سوقیانہ جملوں کا سہارا لیتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ راوی روایت وضع کرتے وقت شاید یہ بھول گیا کہ ع بزم میں اہل سخن بھی ہیں تماشائی بھی

رابعاً "میں جھوٹا ہوں کہ میری بیوی حافظِ قرآن ہے'میں جھوٹا ہوں کہ میری بیٹی حافظِ قرآن ہے" جیسے فقرے استدلال کی کونسی صنف ہے؟ یہ جملے تو صرف و نحو کے اعتبار سے بھی صحت کے معیار سے گرے ہوئے ہیں۔ جبکہ مضمون نگار بڑی جرأت سے انکی نسبت ایک بلندپایہ اور نادرہ روزگار خطیب کی طرف کررہاہے۔

بایں ہمہ ممکن تھاکہ کوئی خوش فہم اس سخن سازی کوحقیقت پر محمول کرلیتا مگرقدرت نے مضمون نگار کے قلم سے ایسے جملے لکھوادیئے جنہوں نے پردۂ فریب کو برسرِعام چاک کردیا۔عبدالقدیرصاحب خود ساختہ روایت میں رنگ آمیزی کرتے وقت یہ احتیاط نہ کرسکے کہ وہ یہ تحقیق کرلیتے کہ امیرشریعتؒ کی بیوی اور بیٹی قرآن کریم کی حافظہ تھیں یانہیں'جس پران کے الزامات کی پوری عمارت قائم ہے۔حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیرشریعتؒ کی اہلیہ محترمہؒ حافظہ نہ تھیں اور نہ ہی صاحبزادی صاحبہ حافظہ ہیں اور اسے حضرت امیرشریعتؒ اور ان کے خانوادہ سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد جانتے ہیں۔ کیاعقل باور کرسکتی ہے کہ شاہ صاحبؒ جیساانسان لاکھوں کے مجمعے میں ایک خلافِ حقیقت بات کی نسبت اپنی بیوی اور بیٹی کی طرف کرے اور یہ نہ سوچے کہ اس غلط بیانی کے کیانتائج سامعین پرمرتب ہوں گے۔اور مستقبل کامورخ ان کے بارے میں کیارائے قائم کرے گا۔میرے خیال میں کسی شخص نے آج تک اس دیدہ دلیری سے بہتان طرازی نہ کی ہوگی۔

ع   چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد

اس خودساختہ روایت کی حقیقت بیان کرنے کے بعد مضمون نگار کی خدمت میں عرض ہے کہ شاہ صاحبؒ کے طریق سیاست سے اختلاف ہوسکتاہے مگر جہادِ حریت اور استخلاصِ وطن کی تحریک میں شاہ صاحبؒ کی مجاہدانہ خدمات کاانکار سورج پرتھوکنے کے مترادف ہے۔برطانوی سامراج کے خلاف اپنے گفتار و کردار سے رائے عامہ کو بیدار کرنا'برصغیر کے مسلمانوں کواحساسِ شکست اور مایوسی سے بچانا'ان کے قلوب میں حریت و استخلاصِ وطن کی تڑپ پیدا کرنااورانہیں دین و ملت کی خاطرہرطرح کی قربانی پرآمادہ کرناشاہ جیؒ کے ایسے کارنامے ہیں جن سے ان کے بڑے سے بڑے سیاسی مخالف کوبھی مجالِ انکار نہیں۔

قائداعظم اورعلامہ اقبال کے مقام و مرتبہ کے قائل ہونے کایہ مطلب نہیں کہ ہم جہادِ آزادی کے دوسرے مجاہدین اور قومی محسنین کوناقابلِ ذکرقراردے دیں۔جناح اور اقبال کی سیاسی فراست و بصیرت کے اعتراف سے یہ مفہوم کشید کرناکیسے درست ہے کہ ان کے سیاسی حریف عقل و فہم

سے عاری تھے؟ قائداعظم اور علامہ اقبال سے اظہارِ عقیدت کی آزادی ہے مگر اس آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ دوسری محترم شخصیات کی توہین اور ان پر الزام تراشی کرکے ان کے معتقدین کی دل آزاری کریں۔یہ کمالِ تعصب و تنگ نظری ہے کہ آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کی فہرست میں جناح اور اقبال کے ساتھ مولانا آزادؒ اور بخاریؒ کے نام آجائیں تو بعض لوگوں کی طبع نازک پر گراں گزرے۔اگر عقیدتؔ غلو کی یہ صورت اختیار کرلے تو کیا مولانا آزادؒ اور امیر شریعتؒ کا کوئی معتقد یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابوالکلامؒ اور بخاریؒ جیسے اساطین علم و فضل کے ساتھ جناح و اقبال جیسے "دنیاداروں" کے ذکر سے اس کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے۔اس لئے ہماری گزارش ہے کہ تاریخ ضرور بیان کریں مگر تاریخ کو مسخ نہ کریں! اور اس حقیقت کو بھی فراموش نہ کریں کہ جہاں اس ملک میں قائداعظم اور علامہ اقبال کی جدوجہد اور کامیاب سیاست کے مدّاح موجود ہیں وہاں ابوالکلامؒ اور بخاریؒ کے اخلاص و للّٰہیت ایثار و عزیمت اور محبت و شرافت کے قتیل بھی بستے ہیں۔

*   *   *   *

(بقیہ از ص ۴۸)

عمر ہا چرخ بہ گردو کہ جگر سوختہ

چوں من ازدودۂ آتش نفساں برخیزد

"مشرقی ذخیرہ ہائے علوم کی تمام لذتیں ان کے ساتھ ہی رخصت ہو گئیں۔ اب ہمارے قدیم اندوختے پر اتنی وسیع نظر اور دور حاضر کے علوم سے ایسی گہری واقفیت یک جا کہاں ملے گی۔ مجمع البحرین رخصت ہو گیا اور اس کی جگہ لینے والا تو کیا پیدا ہو گا، ایسا بھی کوئی نہیں جو خود اس کی وسعتِ علم و نظر کا صحیح اندازہ کر سکے"

"مولانا ان بزرگانِ روزگار میں سے تھے جن کے مطالب صرف انھی کی زبان، انھی کے بیان اور انھی کے اسلوب میں ٹھیک ٹھیک واضح ہو سکتے ہیں"

"میں ان لوگوں میں سے ہوں جو جزم کے ساتھ یقین کئے بیٹھے ہیں کہ یہ دور منقلب ہو گا۔ اعتراف کیا جائے گا جو برابر بڑھتا رہے گا جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری، آفتابِ جہاں تاب کی درخشندگی کا مقابلہ کب تک کرے گی"؟

یہ کتاب مہر سنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ، ۱۳ سلام سٹریٹ مسلم ٹاؤن لاہور ۱۲ نے شائع کی ہے۔ ضخامت ۲۸۸ صفحات اور قیمت ۱۵۰ روپے ہے۔

تحریر: محمد یعقوب اختر

قسط ۵

ترتیب: شیخ عبدالمجید احرار

احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء

کراچی ریلوے اسٹیشن سے باہر نکلتے ہی مستری عبدالرشید لدھیانوی سے ملاقات ہو گئی۔ جو پنجاب سے رضاکاروں کی کراچی آمد کے منتظر تھے۔ مل کر خوش بھی ہوئے اور تحریک کو آگے بڑھانے کی امنگ بھی بڑھی۔ ہمیں بھی رہائش کی پرابلم سے دوچار نہ ہونا پڑا۔

مستری صاحب گوردھن داس مارکیٹ (اب "لطیف مارکیٹ") کے ایک فلیٹ میں ٹھہرے ہوئے تھے جو چودھری محمد حسن صاحب نے اپنی کاروباری ضرورت کے تحت لیا ہوا تھا۔ چودھری صاحب لائل پور کے کپڑا کے ایک مشہور تاجر اور لدھیانہ کے احراری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ہم بھی ان کے ساتھ مذکورہ فلیٹ میں قیام پذیر ہوگئے۔ دوسرے دن میاں محمد عالم بٹالوی سے بمبے بازار میں ملاقات ہو گئی۔ وہ بھی کراچی میں تحریک کی خاموشی پر نوحہ کناں تھے۔ اور کچھ کرنے کی فکر میں تھے۔ باہم مشاورت سے طے ہوا کہ آرام باغ کی مسجد کو مرکز بنا کر تحریک کو نئے سرے سے متحرک کرنیکی سعی وجہد کی جائے۔ میاں محمد عالم اور محمد شریف جالندھری کو یہ کام سونپا گیا کہ آرام باغ مسجد کمیٹی یا اردگرد کے ماحول میں کوئی نرم گوشہ تلاش کر کے فضا کو سازگار بنایا جائے۔ ان کی کوشش کے بعد دو چار ایسے آدمی مل گئے جو اس بات کے شاکی تھے کہ مرکزی رہنماؤں کی گرفتاری کے بعد تحریک کو منظم اور لیڈ کرنے کا کوئی بندوبست نہ ہونے پر خاموشی چھا گئی ہے۔ ورنہ نوجوانوں میں قربانی کا جذبہ موجود ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے خطیب مسجد سے نماز جمعہ سے ذرا پہلے کا وقت لے لیا بس اللہ تعالیٰ نے سب کام آسان کر دیئے۔ ہم ڈر بھی رہے تھے۔ کہ مخبری ہونے پر کہیں ایک ساتھ ہی گرفتار نہ ہو جائیں۔ اسکا حل یہ نکیلا کہ مسجد میں سب علیحدہ علیحدہ داخل ہوئے۔ میں اور محمد شریف جالندھری خطیب صاحب سے ملے۔ پروگرام طے کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنی تقریر ختم نبوت پر ہی کروں گا۔ ماحول سازگار ہو چکا ہو گا۔ اس کے بعد آپ بات آگے بڑھالیں اور یہ سب اچانک ہو گا۔ چنانچہ حسب پروگرام خطیب صاحب نے بڑی پر جوش تقریر کی۔ لوہا گرم تھا مجھے زیادہ کچھ نہ کہنا پڑا۔ حاضرین، نماز کے بعد جلوس کے لئے پرجوش نعرے بلند کرنے لگے۔ اللہ کے فضل و کرم سے نماز کے بعد ہم جلوس نکالنے میں کامیاب ہوگئے۔ جلوس انتہائی پرجوش اور منظم تھا۔ یوں کراچی میں دوبارہ تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہو گیا۔ مستری رشید احمد لدھیانوی نے دوسرے دن ایک سائیکلوسٹائل مشین کہیں سے لا کر ہمیں دیدی۔ جس سے کام آسان ہو گیا۔ اس سے پیشتر کئی روز سے ایک ڈپلیکیٹر کے ذریعہ تھوڑی تعداد میں پمفلٹ چھاپ کر

میں اور محمد عالم منہاس صدر، بندر روڈ، بولٹن مارکیٹ، پاکستان مارکیٹ، ٹاور وغیرہ میں تقسیم کرنے کا کامیاب تجربہ کر چکے تھے۔

جس سے سی آئی ڈی اور پولیس حرکت میں آچکی تھی۔ چنانچہ احتیاطاً ہم سائیکلو سٹائل مشین کو لے کر گوردھن داس مارکیٹ سے صرف میں اور محمد عالم منہاس سلور کالونی چلے گئے اور پھر کلری جھیل کی کچی آبادی میں ایک جھونپڑی کرایہ پر لیکر وہاں منتقل ہوگئے۔ یہ آبادی چونکہ غریب مچھیروں کی تھی جو سارا دن سمندر یا دوسرے علاقوں میں مزدوری کے لئے چلے جاتے۔ اکثر لڑکے بچے اور عورتیں بھی مزدوری پر چلے جاتے۔ جس سے ہمیں کام کرنے میں نسبتاً تحفظ اور یکسوئی میسر تھی۔ میں مضمون بناتا اور محمد عالم منہاس صاحب کتابت کرتے پھر ہم مشین کے ذریعہ چھاپ کر بنڈل بنالیتے اور شہر کے بارونق علاقوں میں جلدی جلدی تقسیم کر کے رات کو گوردھن داس مارکیٹ میں سب اکٹھے ہو کر باہم مشاورت سے اگلے دن کا پروگرام بناتے اور اپنی جھونپڑی میں چلے جاتے۔ ان دنوں سائیکلو سٹائل مشین رکھنا ہی جرم تھا چہ جائیکہ اس پر حکومت کے خلاف مواد چھاپنا یہ تو کھلی بغاوت تھی اور پولیس ایسے جرم کرنے والے کے ساتھ جو ظلم و ستم روا رکھتی تھی آج اسکا تصور بھی شاید ممکن نہ ہو یہ جان جوکھوں کا کام بہر حال ہم کر رہے تھے۔ جلوس بھی نکل رہے تھے۔ کراچی میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں جلوسوں کا دوبارہ اجرا اور سائیکلو سٹائل پمفلٹوں کے تسلسل نے حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ پولیس اور C.I.D حیران اور پریشان تھے کہ دن دہاڑے اس جرات و بیباکی کے ساتھ حکومت کی آنکھوں میں کون دھول جھونک رہا ہے؟ حکومت کی تمام انٹیلی جنس ایجنسیاں بمعہ پولیس اور سی آئی ڈی جگہ جگہ اس بات کا کھوج لگانے میں سرگرم عمل تھیں کہ جلوس کے لئے رضا کار کون لاتا ہے، پمفلٹ کون لکھتا ہے اور کہاں چھاپے جاتے ہیں اور کیسے تقسیم ہوتے ہیں؟ جب گھیرا ذرا تنگ ہوتا ہوا محسوس ہوا تو ہم نے بھی سکیم بدل لی۔ کراچی میں شام کو کئی اخبار چھپتے ہیں جو عموماً چھوٹے بچے فٹ پاتھ پر رکھ کر یا بھاگ دوڑ کر بیچتے ہیں۔ ہم نے ان بچوں سے کام لیا۔ ایک ایک دو دو روپے دیکر پمفلٹ تقسیم کروانے لگے۔ بچوں کو پمفلٹ دیکر ہم ادھر ادھر ہو جاتے یا باہر کی بستیوں میں تقسیم کے لئے چلے جاتے۔ اس تقسیم کار کی وجہ سے شہر کے بہت سے علاقوں میں پمفلٹ تقسیم ہو جاتے۔ اب ہمارا رابطہ پنجاب سے بھی تھا۔ جہاں سے رضا کار کراچی آ رہے تھے۔ پمفلٹ تقسیم کرنے میں وہ بھی ہاتھ بٹاتے۔ احرار کارکن بھی پنجاب سے آتے اور ہمارے ساتھ شریک کار ہوتے جن میں حکیم ذوالقرنین سیکرٹری مجلس احرار اسلام لاہور اور گوجرانوالہ کا ایک کارکن غلام نبی بھی تھا۔ حکیم ذوالقرنین جہانگیر پارک صدر میں خان عبدالقیوم جو ان دنوں مرکزی وزیر تھے کے جلسہ میں رات کے وقت ہمارے ساتھ پمفلٹ تقسیم کرتے ہوئے پولیس کے ہتھے چڑھ گئے۔ ہم نے اپنے پمفلٹ پرانے طریقہ کے مطابق اخباری بچوں ہی کے ذریعہ تقسیم کروائے تھے۔

گرفتاریوں کا طریق کار

مستری رشید احمد لدھیانوی جو ان دنوں کراچی میں تحریک کے عملی طور پر انچارج تھے نے گوجرانوالہ کے ایک احرار کارکن غلام نبی کو کرایہ وغیرہ دے کر بہاولپور سے رضاکار لانے پر مامور کیا ہوا تھا۔ ہوتا یوں تھا کہ پنجاب کے مختلف شہروں میں جن احرار کارکنوں سے ہم رابطہ رکھے ہوئے تھے ان میں اکثر کاروباری تھے ان سے مستری رشید احمد صاحب یا ہم میں سے جو بھی فون پر بات کرتا تو خالص کاروباری لہجہ ہوتا مال کب آرہا ہے، کتنا مال بھیج رہے ہو، کتنے نگ ہیں، کون سی گاڑی پر بک کرایا ہے؟ اسی لہجہ میں جواب بھی ملتا دس نگ بھیج رہے ہیں۔ فلاں گاڑی پر مال (یعنی رضاکار) آئیگا وصول کر کے مطلع کریں۔ کوڈورڈ بھی بتادیا جاتا۔ کراچی آنے پر مطلوبہ گاڑی سے مال وصول کر لیا جاتا۔ لانے والے کی ڈیوٹی اسٹیشن پر ختم ہو جاتی اور دوسرا آدمی جو متعین ہوتا وصول کر لیتا اور اسٹیشن سے باہر ایک طرف لے جا کر ہدایات دی جاتیں۔ اور طریق کار ذہن نشین کرا کر اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے اور وہ ایک ایک کر کے مسجد میں نماز کے وقت پہنچ جاتے اور ایک مقررہ جگہ پر نماز ادا کرتے۔ جب امام صاحب سلام پھیرتے تو تمام رضاکار سفید رومال نکال کر سروں پر باندھ لیتے جو ہم انہیں فراہم کرتے تھے۔ اور خود ہی اپنے گلے میں ہار ڈال کر نعرہ تکبیر بلند کرتے۔ تمام نمازی بھی نعرہ بازی میں شریک ہو جاتے۔ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد مرزائیت مردہ باد۔ قائد قلت مردہ باد۔ مرزائی نواز حکومت مردہ باد۔ ظفر اللہ مرزائی وزیر خارجہ کو برطرف کرو کے فلک شگاف نعرے لگاتے ہوئے ہجوم سڑک پر آجاتا اور سڑک پر جلوس کی شکل بن جاتی تھوڑی دور جا کر پولیس رضاکاروں کو گرفتار کر لیتی اور ہم کارکن ہجوم میں گھل مل کر اپنے اپنے طے شدہ پروگرام پر نکل جاتے۔

مولانا احتشام الحق تھانوی کا جلوس

ہم پنجاب سے آئے ہوئے کارکن کافی دنوں سے تحریک کا کام کر رہے تھے اور جیسے تیسے تحریک جاری رہی۔ یہ محض اللہ کا کرم تھا ورنہ ہم پردیسی لوگ کس قطار شمار میں تھے۔ جب بھی رات کو مشاورت کے لئے اکٹھے ہوتے تو میاں محمد عالم بٹالوی کہتے کہ اگر مولانا احتشام الحق تھانوی تحریک سے غداری نہ کرتے تو کراچی میں تحریک کا رنگ ہی اور ہوتا۔ مولانا صرف اپنی بزدلی اور تن آسانی کی وجہ سے غداری تک چلے گئے۔ اسکا ہمیں بہت قلق تھا۔ ایک دن ہم نے طے کیا کہ آئندہ جمعہ مولانا احتشام الحق تھانوی کی مسجد میں پڑھا جائے۔ اور رضاکاروں کے علاوہ ہم سب کارکن بھی اسی مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں۔ اور مولانا تھانوی کا جلوس نکال دیں۔ چنانچہ طے شدہ پروگرام کے مطابق گرفتاری دینے والے رضاکاروں کے ساتھ کراچی اور پنجاب کے کچھ طاقتور اور بہادر کارکن پہلی صف میں ممبر کے قریب بٹھا دیئے۔ ہم لوگ تیسری اور پچھلی صفوں میں مختلف

جگہوں پر بیٹھ گئے۔ مولانا احتشام الحق تھانوی نے جیسے ہی جمعہ کی نماز سے سلام پھیرا، اگلی صف میں متعین کارکنوں نے اچانک مولانا تھانوی کے گلے میں ہار ڈال کر کندھوں پر اٹھالیا اور ہم سب نے نعرۂ تکبیر اللہ اکبر بلند کر دیا اور ساتھ ہی مرزائیت مردہ باد، سر ظفراللہ مرزائی وزیر خارجہ کو برطرف کرو کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کئے۔ جس سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی مولانا تھانوی کی آواز ان نعروں میں دب کر رہ گئی۔ جس سے انکے مقتدی جن کی اکثریت سرکاری افسروں کی ہوتی تھی ہکا بکا رہ گئے۔ اور تھوڑی دیر اس غلط فہمی کا شکار ہوگئے کہ شاید مولانا کی غیرت جاگ اٹھی ہو اور یہ سب کچھ انکی مرضی اور اجازت سے ہوا ہے۔ شاید مولانا کا گرفتاری دینے کا ہی پروگرام ہو۔ پنجاب کے اسرار کارکن مولانا کو پسلیوں میں گھونسے بھی رسید کرتے اور کہتے کہ چل مولوی! آگے لگ کچھ دیر یہ سلسلہ جاری رہا۔ مولانا نے گرفتار تو کیا ہونا تھا۔ پھر وہ جل دیکر حجرہ میں بھاگ گئے اور پولیس کی بھاری نفری نے پہنچ کر ہمارے رضاکاروں کو گرفتار کر کے ہجوم منتشر کر دیا۔ نیز مولانا کے حجرہ، مسجد اور رہائش گاہ کو رات گئے تک اپنے حفاظتی حصار میں لئے رکھا۔ مولانا تھانوی کراچی میں بڑے مولوی صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ اور عوام میں انکا اچھا خاصہ چرچا تھا اور حکومت کے ایوانوں میں انکا طوطی بولتا تھا۔ جس کی وجہ سے اگلے دن کے اخبارات میں اس واقعہ کی بڑی بڑی خبریں شائع ہوئیں۔ جس سے وزارت داخلہ اور پولیس کو بہت ندامت اٹھانا پڑی۔ نیز افسران بالا وزارت داخلہ نے سخت آرڈر کئے کہ جیسے بھی ہو اس پنجابی ٹولہ کو گرفتار کیا جائے۔

چنانچہ مساجد کی نگرانی سخت کر دی گئی ریلوے اسٹیشن اور ملحقہ علاقہ میں پولیس کا گشت بڑھا دیا گیا۔ میمن مسجد میں سی آئی ڈی کی نفری بڑھا دی گئی۔ نیز رات کو مسجدوں کو تالے لگا دیئے جاتے۔ یعنی ہر طرف سے گھیرا تنگ کر دیا گیا۔ جہاں دو چار پنجابی نظر آتے فوراً تفتیش کے لئے تھانے پہنچا دیئے جاتے۔ ہم نے ایک مجلس مشاورت میں طے کیا کہ اب یہاں کی مذہبی شخصیات کو میدان میں لانے کی کوشش کرنی چاہئیے اور ہماری پہلی یلغار مولانا احتشام الحق تھانوی صاحب پر تھی۔ اس واقعہ کی بڑی بڑی اخباری خبریں اور پمفلٹوں کی تقسیم کی وجہ سے اگلا جمعہ آرام باغ مسجد میں حاضری کے لحاظ سے تمام ریکارڈ مات کر گیا۔ جس کی وجہ سے ہمارا جلوس سابقہ تمام جلوسوں سے بڑا تھا۔ اور جوش و خروش بھی دیدنی تھا۔ ہمیں تازہ کمک بھی مل گئی تھی۔ پنجاب سے تازہ دم رضاکار پہنچ گئے تھے۔ نعروں کی گونج میں جلوس پولیس کی ناکہ بندی توڑ کر بندر روڈ پر کارپوریشن کے دفتر کے مقابل پہنچ گیا۔ ہماری کوششیں اللہ کے فضل و کرم سے بار آور ہو رہی تھیں۔ اور بندر روڈ پر جلوس لانے کی ہماری خواہش بھی اللہ نے کامیاب کر دی۔ شرکاء جلوس نعرہ تکبیر اللہ اکبر۔ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد وزارت خارجہ سے سر ظفراللہ قادیانی کو الگ کرو۔ مرزائیوں کو اقلیت قرار دو۔ قائد قلت مردہ باد۔ مرزائی نواز حکومت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے۔ ٹریفک ہر دو جانب رک چکی تھی۔ حد نگاہ تک جلوس ہی جلوس بن گیا تھا۔ پولیس نے بغیر کسی نوٹس کے آنسو گیس کے گولے پھینکنے شروع کر دیئے۔ اور بڑی ہی بے دردی سے لاٹھی چارج کر دیا۔ لا الہ الا اللہ کے نعرے پر بنائے گئے ملک میں

محمد رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا تحفظ کرنیکا مطالبہ کرنیوالے مسلمانوں پر نہایت ہی شقاوت قلبی سے لاٹھی چارج کر کے بے دریغ لہولہان کیا جارہا تھا جس سے بندر روڈ میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ لوگوں نے جواب میں پتھراؤ شروع کر دیا جس سے لائٹ ہاؤس سینما اور ملحقہ عمارتوں کو کافی نقصان پہنچا۔ جن رضا کاروں نے ہار پہنے ہوئے تھے وہ گرفتار کر لئے گئے اور دیگر لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ میں اور محمد عالم منہاس یہاں سے فارغ ہو کر پروگرام کے مطابق رکشہ پر بیٹھ کر نکی مسجد پہنچ گئے۔ وہاں ہم سے پہلے مستری رشید لدھیانوی، میاں محمد عالم بٹالوی اور دیگر آٹھ دس ساتھیوں کے ہمراہ (جنکے نام اب یاد نہیں آرہے آچکے تھے) معلوم ہوا کہ مفتی پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب سامنے حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ اس وقت نکی مسجد ابھی تعمیری نہیں ہوئی تھی محض ایک نامکمل حجرہ اور وضو کے لئے ٹوٹیاں لگی ہوئی تھیں۔ جب حجرہ میں داخل ہوا تو مفتی محمد شفیع صاحب دیگر ۸، ۱۰ علماء کے ساتھ رکھی تھیں بات چیت کر رہے تھے۔ ہمارے باقی ساتھی بھی اندر گئے بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی نے کہا آئیے بھائی بیٹھیں، ہم بیٹھ گئے تو کہا گیا لیجئے کچھ کھائیے۔ ہم تو صبح سے بھوکے تھے سب شروع ہو گئے۔ اور پلیٹیں صاف کر دیں۔ اتنے میں کھانا آگیا وہ بھی ہم نے بے تکلفی سے کھایا۔ پیٹ کا دوزخ بھرا ہو تو پھر بہت سوجھتی ہے۔ منڈی تاندلیانوالہ کا ایک کارکن نام بھول رہا ہوں ہمارے ساتھ تھا۔ بات سے بات نکالنے کا ماہر تھا لہذا ہم نے اسے "وزیرِ گل" بات کا خطاب دے رکھا تھا۔ مفتی صاحب سے تحریک کے بارے میں بات کرنے کی ذمہ داری اسے سونپ دی اس نے بات کرنے کی کوشش کی اور مفتی صاحب کو متوجہ کیا۔ لیکن مفتی صاحب سنی ان سنی کر رہے تھے۔ اور ان کے حوالی موالی اسے بار بار منع کر رہے تھے کہ دیکھو مفتی صاحب کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ کوئی بات نہ کریں۔ اور مفتی صاحب تو گویا گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے تھے۔ "وزیرِ گل" بات۔۔ نے ذرا سخت لہجہ میں بات کی تو نقی صاحب کے حوالیوں نے پھر ڈانٹ دیا۔ اس پر ہم تلملا اٹھے۔ چنانچہ میں نے اٹھ کر بڑے ادب سے اونچی آواز میں کہا حضرات! ہم سب دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور تحریک تحفظ ختم نبوت کا کام کر رہے ہیں۔ مولانا آپ بھی مجلس عمل کے اجلاسوں میں شریک رہے ہیں۔ آپکی ایک کتاب بھی مسئلہ ختم نبوت پر شائع ہو چکی ہے۔ جس سے ہم بہت متاثر ہیں۔ پنجاب میں ہزاروں مسلمان جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ لاکھوں جیلوں میں پابند سلاسل ہیں۔ اس لئے ہم بجا طور پر آپ سے اس نازک وقت میں تحریک کی رہنمائی کی توقع رکھتے ہیں۔ جس پر مفتی صاحب ہمارے کہنے لگے اگر میں نے سچی بات کہی تو آپکو بہت تکلیف ہو گی۔ اسی لئے میں جواب نہیں دینا چاہتا۔ ہمارے بہت ہی اصرار پر مفتی صاحب نے لب وا کئے اور کہا میرے نزدیک مرزائیت نے اسلام کو اتنا نقصان نہیں پہنچایا جتنا اس تحریک نے اسلام کو نقصان پہنچایا ہے۔ ان الفاظ کا ان کے منہ سے نکلنا تھا کہ میں غصہ سے آگ بگولا ہو گیا۔ اور ان پر جھپٹا دوسرے لوگوں نے مفتی صاحب کو گھیرے میں لیکر مجھ سے دور کر دیا۔ لیکن زبان تو میری چل ہی رہی تھی۔ اور پھر پنجابی میں؟ جس سے سب

(بقیہ ص ۵۳ پر دیکھیں)

مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ)

تضادات مرزا قادیانی

ناقابلِ تردید (قسط سوم)

اللہ تعالیٰ کے بارے میں متضاد عقائد

گزشتہ قسط پر سہواً "آخری قسط" لکھا گیا۔ جبکہ یہ سلسلہ مضمون ابھی جاری ہے ادارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے۔ (ادارہ)

تصویر کا پہلا رخ	تصویر کا دوسرا رخ
۱۔ خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے (حقیقۃ الوحی ص ۷۸ / حاشیہ)	۱۔ (مرزا کو خدائی الہام) انی مع الرسول اتیک بغتۃ انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب انی مع الرسول محیط۔ میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ خطا کروں گا اور درست کام کروں گا میں رسول کے ساتھ محیط ہوں۔ (البشریٰ ص ۷۹ / ج ۲)
۲۔ اب دیکھو خدائے تعالیٰ صاف صاف فرما رہا ہے کہ ...... کوئی شخص موت و حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں ہو سکتا (ازالہ اوہام ص ۳۱۵ حاشیہ، روحانی خزائن ص ۲۶۰)	۲۔ واعطیت صفۃ الفناء والاحیاء من الرب الفعال: اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے (خطبہ الہامیہ ص ۲۳، روحانی خزائن ۵۶،۵۵)
۳۔ پس خدا اور نبی کا الگ الگ ہونا ضروری ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۳۵۰ / ج ۵)	۳۔ خداوند سے مراد ظلی طور پر آنحضرت ﷺ ہیں کیونکہ وہ مظہر اتم الوہیت اور درجہ سوم قرب پر ہیں (سرمہ چشم آریہ ص ۲۳۵، روحانی خزائن ص ۲۸۳) یہاں مرزا صاحب نے عملاً اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ میں اتحاد مان لیا ہے اور آنحضرت ﷺ کو مجازی طور پر خدا قرار دیا ہے۔ (نعوذ باللہ تعالیٰ)
۴۔ خدا تعالیٰ سب کا خالق ہے اور وہ ہمیشہ سے خالق ہے (یعنی قدیم ہے از مرتب) ملفوظات ص ۳۸۸ / ج ۳) اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی اور ابدی ہے (لیکچر سیالکوٹ ص ۸، روحانی خزائن ص ۱۵۴)	۴۔ نئی زندگی انہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو، یقین نیا ہو نشان نئے ہوں (تریاق القلوب ص ۳۱۴)
۵۔ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ (دافع البلاء ص ۲۰، روحانی خزائن ص ۲۴۰) یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا، بیٹی نہیں ہے۔	۵۔ انت منی بمنزلۃ اولادی: تو میرے لئے بمنزلہ میری اولاد کے ہے (اربعین نمبر ۴، ص ۲۳) اسمع ولدی: اے میرے بیٹے سن (البشری ص ۴۹ ج ۱)

۶- وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں (رسالہ الوہیت ص۹، روحانی خزائن ص۳۰۹)

۷- خدا تعالیٰ اپنی ہر ایک صفت میں واحد، لاشریک ہے اپنی صفاتِ الوہیت میں کسی کو شریک نہیں کرتا (ازالہ اوہام ص۳۱۲ حاشیہ، روحانی خزائن ۲۵۹)

۸- خدا تعالیٰ کا قانون ہر گز بدل نہیں سکتا (کرامات الصادقین ص۸، روحانی خزائن ص۵۰ جلد۷)

۹- ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ حق کا ظہور ہو گا گویا آسمان سے خدا اترے گا- (حقیقۃ الوحی ص۹۵، روحانی خزائن ص۹۸)

وضاحت: اس عبارت میں مرزا صاحب نے اپنے لڑکے کو خدا کا درجہ دیا ہے-

۱۰- (اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے) پس وہ خدا جو حکیم اور عالم الغیب ہے..... اس نے یہی پسند کیا کہ اوّل وہ تمام پیشگوئیاں اور تمام حقیقتیں ظاہر ہو جائیں جو حصص سابقہ کے وقت میں ابھی ظاہر نہ ہوئیں تھیں- (براھین احمدیہ جلد نمبر۵ ص۴۱۲)

۱۱- اور خدا شناسی کے بارے میں وسط کی شناخت یہ ہے کہ خدا کی صفات بیان کرنے میں نہ تو نفی صفات کے پہلو کی طرف جھک جائے اور نہ خدا کو جسمانی چیزوں کا مشابہ قرار دے یہی طریق قرآن شریف نے صفات باری تعالیٰ میں اختیار کیا ہے چنانچہ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ خدا سنتا، سنتا، جانتا بولتا، کلام کرتا ہے اور پھر مخلوق کی مشابہت سے بچانے کے لئے یہ بھی فرماتا ہے

۶- حضرت مسیح موعود نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر۳۴ ص۱۱)

۷- جس پر خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہو وہ اپنی نہایت محویت کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم مقام ہو جاتا ہے اور رنگ دوئی اس سے جاتا رہتا ہے (حقیقۃ الوحی ص۱۶۶، روحانی خزائن ص۱۷۰)

۸- خدائی قانون بدل سکتا ہے (خلاصہ عبارت چشمہ معرفت ص۹۶، روحانی خزائن ص۱۰۴)

۹- بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ مجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے- تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بہ منزلہ اطفال اللہ کے ہے (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۴۳)

وضاحت: یہاں مرزا صاحب نے اپنے لڑکے کو خدا کا لڑکا ہونے کا درجہ دے دیا ہے-

مرزا کو خدائی الہام:

۱۰- یا نبی اللہ کنت لا اعرفک: اے اللہ کے نبی میں تجھے پہچانتا نہ تھا (الاستفتاء ملحقہ حقیقۃ الوحی ص۸۵، روحانی خزائن ص۱۳۷) یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب (معاذ اللہ) نہیں ہے مرزا کے نزدیک-

۱۱- اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تمثیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لئے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تندوی کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام

"لیس کمثلہ شیئی فلا تضربوا للہ الامثال"، یعنی خدا کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں اس کے لئے مخلوق سے مثالیں مت دو۔(اسلامی اصولوں کی فلاسفی ص ۶۲، روحانی خزائن ص ۳۷۶)

دے رہی ہیں یہ وہی اعضا ہیں جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے۔ الخ (توضیح مرام ص ۷۵، روحانی خزائن ص ۹۰) یہاں مرزا اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ تیندوے سے تشبیہ دی ہے۔

انبیاء کرام خصوصاً حضور ﷺ کے بارے میں تضاد بیانی

تصویر کا پہلا رخ

نورشاں یک عالمے را در گرفت
تو ہنوز اے کور درشور و شر
لعلِ تاباں راا گر گوئی کثیف
زیں چہ کا ہد قدرِ روشن جوہر

(دیباچہ براہین احمدیہ ص ۲۳)(ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نور ہیں آپ کا جسد اطہر لطیف ہے، انہیں کثیف نہیں کہا جاسکتا از مرتب)

۲۔ جب تک خدا تعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب پیش گوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ ﷺ نے اس کی کسی خاص شق کا کبھی دعویٰ نہ کیا (ازالہ اوہام ص ۴۰۶، روحانی خزائن ص ۳۱۰)

۳۔ مگر وہ (انبیاء) ہمیشہ اس غلطی پر قائم نہیں رکھے جا سکتے۔(براہین احمدیہ ص ۵۹، ۱۱۶ ج ۵، روحانی خزائن ص ۲۵۰، ۲۸۰)

تصویر کا دوسرا رخ

اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا تو اسکا جواب یہ ہے کہ سیرِ معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا (ازالہ اوہام ص ۴۷ ا حاشیہ، روحانی خزائن ص ۱۲۶)

یہاں مرزا صاحب نے خود حضور ﷺ کے جسد اطہر کو کثیف کہہ دیا۔

اسی بنا پر (ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابنِ مریم اور دجّال کی حقیقت کاملہ منکشف نہ ہوئی اور نہ دجّال کے ستر باغ کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج..... دآبتہ الارض کی ماہیت کماھی ہی ظاہر فرمائی گئی ہو..... تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۲۸۲، روحانی خزائن ص ۶۹۱)

جب آنحضرت ﷺ کی بیویوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ناپنے شروع کئے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا گیا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے (خلاصہ عبارت ازالہ اوہام ص ۲۹۶/ ج ۲)

وضاحت: یہ سفید جھوٹ ہے حضور کے سامنے آپ کی ازواجؓ مطہرات نے ہاتھ ہرگز نہیں ناپے نیز مذکورہ عبارت کو تسلیم کرنے سے معاذ اللہ حضور ﷺ کی نبوت بھی مشکوک ٹھہرتی ہے۔

۴۔ بلکہ میرا یہاں تک مذہب ہے کہ تیرہ سو سال میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک امت محمدیہ میں کوئی ایسا انسان نہیں گزرا جو آنحضرت ﷺ کا ایسا فدائی اور مطیع اور ایسا فرمانبردار ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود تھے (حقیقۃ النبوہ ص۵ مصنفہ مرزا محمود ابن مرزا قادیانی)

خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی (تحفۂ گولڑویہ ص۱۱۹ / حاشیہ، ص۱۱۲/حاشیہ ،روحانی خزائن ص۲۰۵) حضور ﷺ کے فدائی ہونے کا دعویٰ کر کے آپ ﷺ کی یہ گستاخی توبہ معاذاللہ۔

۵۔ اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے ۔(سرمۂ چشم آریہ ص۲۷۸،روحانی خزائن ص۲۳۰) یعنی مرزا کے نزدیک خدا اور رسول میں کوئی فرق نہیں ہے۔

تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند ماہ بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی تب وہ بچہ جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ تھا بغیر کسی کے سہارے کے خدا کی پناہ میں پرورش پاتا رہا (چشمۂ معرفت ص۲۶۵) یہاں صاف اقرار ہے کہ حضور ﷺ بشر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی پرورش کی تھی۔

۶۔ اور تحقیق آپ صحاح میں پڑھ چکے ہیں کہ بیشک مسیح اپنے فوت شدہ بھائیوں سے جا ملے اور اپنے بھائی حضرت یحییٰ کے پاس جگہ پائی (آئینہ کمالات اسلام ص۴۳۱،ومثلہ ص۳۷۷) یعنی حضرت مسیح دیگر انبیاء کرام کی طرح فوت ہو چکے ہیں

اور ان بے تمیزوں نے یہ نہیں سمجھا کہ انبیاء تو سب زندہ ہیں مردہ تو ان میں سے کوئی بھی نہیں، معراج کی رات آنحضرت ﷺ کو کسی کی لاش نظر نہ آئی سب زندہ تھے۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام ص۶۱۰)

۷۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ (ازالہ اوہام ص۷۶۱، ص۳۱۰)

غلام احمد رسول اللہ ہے بر حق
شرف پایا ہے نوعِ انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(الفضل ۲۵، اکتوبر ۱۹۰۶ء

۸۔ اسی طرح پر رسول اللہ ﷺ کو جب ہم دیکھتے ہیں تو آپ کے قرب کا مقام وہ نظر آتا ہے جو کسی دوسرے کو کبھی نصیب نہیں ہوا۔ وہ عطایا اور نعما کے جو آپ کو دیئے گئے سب سے بڑھ کر ہیں اور جو اسرار آپ پر

واتانی مالم یوت احداً من العالمین:۔ مجھ کو وہ چیز دی گئی ہے جو کہ دنیا و آخرت میں کسی ایک شخص کو بھی نہیں دی گئی۔ (استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۸۷)

ظاہر ہوئے اور کوئی اس حد تک پہنچا ہی نہیں (ملفوظات جلد نمبر ۳ ص ۲۴۲ و جلد نمبر ۵ ص ۲۹)

۹۔ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے (ضمیمہ چشمۂ معرفت ص ۱۹ / ۱۸، روحانی خزائن ص ۳۹۰)

۱۰۔ اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ زندہ رسول ابد الآباد کے لئے صرف محمد رسول ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ (ملفوظات ج ۱ ص ۴۱۴)

۱۱۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بالکل ممتنع ہے اللہ جل شانہ فرماتا ہے: وما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن اللہ، یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا تھا کہ کسی دوسرے کا مطیع ہو (ازالہ اوہام ص ۵۶۹ / ج ۲)

۱۲۔ انبیاء اس لئے آتے ہیں تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کر دیں اور بعض احکام کو منسوخ کر دیں اور بعض نئے احکام لادیں (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹)

۱۳۔ دیکھو ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا؟ (ملفوظات ۷ ۵ ج ۲)

یعنی مرزا معاذ اللہ تمام ابنیاء کرام سے افضل ہے۔

خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸)

ہمارا مقصد یہ ہے کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے محمد پیدا کریں دنیا کی نجات محمدیت میں ہے۔

ماہنامہ خالد ربوہ ۱۳ جولائی ۱۹۶۶ء بحوالہ مرزائیل از شورش کاشمیری۔

بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی کسی دوسرے کا متبع نہیں ہو سکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ: وما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن اللہ: اور اس آیت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں لیکن یہ سب بسبب قلت تدبیر ہے

حقیقۃ النبوہ ص ۵۵) مصنفہ مرزا محمود خلیفہ ثانی قادیانی)

یہ باپ بیٹے کا تضاد ہے۔

نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبوت پائے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے ذریعہ اس غلطی کو دور کر دیا (حقیقۃ النبوہ ص ۱۳۳) یہ بھی باپ بیٹے کا تضاد ہے۔

تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے (چشمۂ معرفت ص ۲۸۶ / ج ۲، روحانی خزائن ص ۹۹) تجلیات الٰہیہ ص ۳۰)

اور یہ دونوں دعوے غلط سفید جھوٹ ہیں۔

(باقی آئندہ)

حاجی رفیق غلام ربانی

امیر مجلسِ احرارِ اسلام، تلہ گنگ

کپتان غلام محمد رحمہ اللہ

چکڑالہ، ضلع میانوالی کا مردم خیز خطہ، جس نے مولانا اللہ یار خان اور قادیان میں مجلس احرار اسلام کے پہلے مبلغ مولانا عنایت اللہ چشتی رحمہم اللہ جیسے عظیم سپوتوں کو جنم دیا۔ انہی میں ایک مردِ مجاہد کپتان غلام محمد تھے۔ ایک محنت کش گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جن کی ستر سالہ زندگی مجلس احرار اسلام، تحریک آزادی، تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس صحابہ واھل بیت کے لئے وقف رہی۔ اور آخری سانس تک اسلام کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ اوائل عمر میں مولانا محمد گل شیر شہید کی تربیت میسر آگئی۔ مولانا کے جلسوں میں صوفی عبدالرحیم اور غلام محمد ہاشمی کی رفاقت میں شریک ہوتے۔ تینوں مل کر کام کرتے۔ تقریباً ہر جلسہ میں نعت پڑھتے اسی علاقہ میں کسی بھی جلسہ میں نعت خوانی کے لئے کپتان مرحوم لازمی ہوگئے تھے۔ ۱۹۴۷ء تک جنگ آزادی میں درویشانہ حصہ لیا۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد استحکام پاکستان۔ تحفظ ختم نبوت۔ تحفظ ناموس صحابہؓ واھل بیت رسول ﷺ کے لئے صعوبتیں برداشت کیں۔ کبھی کسی سے سودے بازی نہیں کی۔ مجلس احرار اسلام میں شامل ہوئے تو پھر مرتے دم تک کسی دوسری سیاسی جماعت میں شامل نہیں ہوئے۔ ان کی تمام زندگی مجلس احرار اسلام اور تحفظ ختم نبوت کی خدمات پر پھیلی ہوئی ہے۔ وہ رزق حلال کمانے والا ایک مزدور تھا، انتھک تھا، مخلص اور وفادار تھا۔ مجھے ان سے نصف صدی کی رفاقت حاصل تھی۔ وہ دنیا سے رخصت ہوئے تو بے شمار یادیں جو میرے حافظہ میں تھیں آنکھوں کے سامنے آگئیں۔

۱۔ پہلے پہل جب نواب کالا باغ نے احرار کارکنوں کو تنگ کرنا شروع کیا۔ اور حکومت نے مجلس احرار اسلام کے محبوب رہنما مولانا محمد گل شیر شہید کا داخلہ میانوالی میں بند کر دیا۔ تو کپتان غلام محمد نے غلام محمد ہاشمی۔ ڈاکٹر غلام حیدر آف کالا باغ کے ساتھ مل کر تحریک چلائی یہ آپ کا ابتدائی دور تھا۔ مئی ۴۴ء میں مولانا محمد گل شیر خان کو شہید کرا دیا گیا۔ پورے ملک میں شہید کانفرنسیں ہوئیں۔ اور کالا باغ سے کافی لوگوں نے ہجرت اختیار کی۔ اور ۴۷ء تک پوری استقامت سے کام جاری رکھا۔

۲۔ کپتان کا لقب:

ایک دفعہ چکڑالہ میں جلسہ کا اعلان ہوا تو ڈی ایس پی حکم لیکر آئے کہ جلسہ نہیں ہوگا حکومت نے پابندی لگا دی ہے کپتان صاحب نے کہا کہ تم حکومت کے پیٹی والے کپتان ہو اور میں مجلس احرار اسلام کا بغیر پیٹی کے کپتان ہوں۔ میں اعلان کرتا ہوں جلسہ ہوگا۔ چنانچہ جلسہ ہوا۔ تب کپتان، غلام محمد کپتان کے نام سے مشہور ہوئے۔ ایک دفعہ حضرت امیر شریعت علیل ہوگئے۔ اور کپتان صاحب ملتان میں آپکی تیمارداری کے لئے گئے

مگر ساتھ ساتھ تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی کاموں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ انھی ایام میں مرزائیوں نے جابہ ضلع سرگودھا کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تو راقم الحروف نے حضرت امیر شریعت کو خط لکھا کہ یہاں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے پیش نظر تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی جائے۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا۔ کہ جابہ میں فوراً کانفرنس منعقد کی جائے۔ جابہ میں پہلی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اور حکومت کی پابندیوں سختیوں کے باوجود کامیاب رہی ایک مرزائی مسلمان ہوا۔ کپتان صاحب چکڑالہ سے اور میں تلہ گنگ سے رضاکاروں کے ساتھ آئے اور اٹھارہ سال تک کانفرنس کو کامیابی سے منعقد کیا۔ مرزائی وہاں سے بھاگ گئے اور انکا بنایا ہوا "نخلہ" برباد ہو گیا اب جابہ میں برلب سڑک مسجد ختم نبوت بنی ہوئی ہے اور مدرسہ بھی کام کر رہا ہے۔ ۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی کپتان نے سرگرم حصہ لیا اور کافی عرصہ کیمبل پور جیل میں گزارا ۶۹ء میں آپکی کوشش سے ابنِ امیر شریعت سید عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری، مولانا محمد اسحاق سلیمی اور دیگر اکابر احرار نے اٹک، تلہ گنگ، میانوالی، چکوال کے بتیس گاؤں کا دورہ کیا۔ اسی دوران کپتان صاحب کو علم ہوا پچنند تحصیل تلہ گنگ میں مرزائیوں نے زور پکڑ رکھا ہے۔ وہاں جلسہ کیا جائے اور مسلمانوں کو قادیانیوں کے عقائد سے آگاہ کیا جائے۔ چنانچہ جلسہ کا اعلان کر دیا گیا۔ قادیانیوں نے چیلنج کیا کہ ہم نے سٹین گنیں فٹ کر رکھی ہیں جو بھی آیا بھون کر رکھ دیں گے۔ چنانچہ کپتان صاحب تین بسیں چکڑالہ اور دو بسیں تلہ گنگ سے رضاکاروں کی بھر کر لائے اور نعرہ تکبیر اور ختم نبوت کے نعرے لگاتے ہوئے پچنند میں داخل ہوئے اور بھرپور جلسہ کیا ابن شریعت سید عطاء المحسن بخاری نے زوردار خطاب فرمایا کپتان مرحوم نے اس موقع پر قادیانیوں کو للکارتے ہوئے کہا۔ اگر جرأت ہے تو آؤ اپنے مذہب کی سچائی بیان کرو میں شام تک یہاں رہوں گا۔ اگر تم میں کوئی باہمت ہے تو آؤ بات کرو، حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں۔ چنانچہ نماز عصر کے بعد تمام رضاکار اپنے گھروں کو لوٹے اور کسی کو ان کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی پھر مسلسل پانچ سال تک وہاں سالانہ جلسہ ہوتا رہا۔ سید عطاء المحسن بخاری اور دیگر علماء باقاعدگی سے جاتے رہے۔ پاکستان معرضِ وجود میں آنے کے بعد مجلس احرار اسلام نے سیاست سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے اپنی توجہ صرف تبلیغی سرگرمیوں خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ پر مرکوز کر دی۔ تو اس میدان میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ سیاست سے کنارہ کشی کا فیصلہ ۱۹۴۹ء میں ہوا اور ۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت برپا کر دی احرار کو حکومت نے خلاف قانون قرار دے دیا تو ۱۹۵۴ء میں سابقہ شعبۂ تبلیغ کو بحال کر کے مجلس تحفظِ ختم نبوت کے نام سے کام کیا گیا۔ جو احرار ہی کا دوسرا نام تھا۔ احرار کارکنوں نے اس دور میں بڑا کام کیا۔ میانوالی۔ سرگودھا۔ اور اٹک کے اضلاع کے بہت سے مقامات پر مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمہ اللہ اور دیگر رہنماؤں کے پروگرام رکھے اور دور دراز علاقوں میں میں تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم کیں۔ اپنے شہر چکڑالہ، تھمے والی، سال میں تین چار تبلیغی جلسے کراتے اور بڑے بڑے علمائے کرام خطاب فرماتے۔ مجلس احرار اسلام کی سولہ سال کی جبری بندش کے دوران تحفظ ختم نبوت میں ہی خدمات انجام دیں کافی عرصہ تک چکوال میں قاضی مظہر حسین کے جلسوں میں

شریک رہے۔

کپتان صاحب ۱۲ ربیع الاوّل کو مسجد احرار ربوہ میں سالانہ سیرت کانفرنس میں باقاعدگی سے شریک ہوتے، رضا کاروں کی بس بھر کر لاتے اسی طرح مارچ کی شہداء ختمِ نبوت کانفرنس ربوہ میں بھی شریک ہوتے۔ آپ تحریک آزادی، تحریک تحفظ ختمِ نبوت، تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت۔ و ازواج مطہرات میں بھرپور حصہ لیااور تمام عمراسی مشن میں کھپا دی۔ مارچ ۱۹۹۶ء میں شہدائے ختمِ نبوت کانفرنس ربوہ میں شرکت کے بعد ملتان میں سید کفیل بخاری کے دعوت ولیمہ میں شریک ہوئے اور دار بنی ہاشم میں نماز جمعہ کے موقع پر ہدیہ نعت پیش کیا۔ اور واپس گھر آئے تواور ۱۱ ذوالحجہ کو اچانک طبیعت ناساز ہوئی اور اللہ کو پیارے ہوگئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

وہ زبان جو حق کے لئے واہوتی تھی ہمیشہ کے لئے بند ہو گئی۔ وہ زبان جس نے ستر سال تک اسلام، تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کےلئے آواز بلند کرتی رہی آج گنگ ہو گئی۔ آپ کی نماز جنازہ ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المھیمن شاہ صاحب بخاری نے پڑھائی۔ وہ ربوہ سے چکڑالہ پہنچے تھے۔ تلہ گنگ اور گردو نواح کے سنیکڑوں دینی کارکنوں اوراحرار رضا کاروں نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ چکڑالہ کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ نہیں ہوا۔ لوگ کپتان مرحوم سے بے پناہ محبت کرتے تھے، کپتان دین کا سپاہی تھا۔ احرار کی علامت تھا، گل شیر اور امیرِ شریعت کی نشانی تھا، باالآخر آہوں اور سسکیوں کے ساتھ انہیں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ الھم اغفرلہ ورحمہ۔

* *

(بقیہ اداریہ)

قانونِ توہینِ رسالت کے سلسلہ میں امریکی دباؤ کو مسترد کرتے ہوئے حکومت معذرت خواہانہ رویہ ترک کرے۔

مجلسِ عمل کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی امارت میں تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت جاری ہے تمام دینی جماعتیں اپنے اگلے مرحلے میں نئی حکمتِ عملی طے کریں گی۔ ہم حکومت کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ مجلسِ عمل کے مطالبات تسلیم کرتے ہوئے دانشمندی کا ثبوت دے ورنہ اس سیلاب کے آگے بند باندھنا حکومت کے بس میں نہیں رہے گا۔ (ان شاء اللہ)

عظیم مجاہد آزادی — فدائے احرار

مولانا محمد گل شیر شہید

سوانح و افکار و خدمات

صفحات ۴۰۴

مؤلف: محمد عمر فاروق

قیمت: ۱۵۰ روپے

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان: فون: ۵۱۱۹۶۱

سید عطاء المحسن بخاری — ردّ مرزائیت

ایک مرزائی کے خط کے جواب میں!

معاف زندگی میں کچھ مراحل ایسے آتے ہیں جب آدمی کی ذہنی طاقت بکھر جاتی ہے یا انکار کرتی ہے اور یہ مرحلہ بہت ہی آزمائشی مرحلہ ہوتا ہے خصوصاً جب کوئی گالیاں دیکر مثبت جواب کا مطالبہ بھی کرے میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے روزنامہ جرأت لاہور میں ایک مضمون شائع ہوا تو ردِ عمل میں ایک مرزائی کا خط میرے نام آیا جو اس کی ذہنی سطح کے مطابق میرے مضمون کا جواب ہے۔ پورا خط تو کالم میں نقل کرنے کے قابل نہیں ہے کہ وہ گالیوں کا پلندہ ہے البتہ چند اقتباسات ہم درج کر رہے ہیں۔ اس کا آغاز ملاحظہ فرمائیں اور قارئین اسے پڑھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا اسی کا نام شرافت ہے؟

"۲۱-۵-۹۶ کے روزنامہ جرأت میں "قادیانیت عالم اسلام کے لئے خطرہ" کے عنوان کے تحت آپکا ایک مضمون چھپا ہے "ایک ننگ قوم، ننگ ملت انسان کے قلم سے سوائے مغلظات بد کلامی، تلبیس اور دشنام طرازی کے اور کوئی بات نکل بھی کیسے سکتی ہے۔"

ایک سطر بعد پھر ربوائی انداز گفتگو شروع ہوتا ہے۔

"جس طرح ابوجہل، ابولہب، عتبہ و شیبہ کے دلوں پر قفل پڑ گئے تھے اور وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا چراغ اور درخشندہ آفتاب نہ دیکھ سکے اور اسکی حقیقت کو نہ پہچان سکے اسی طرح آپ ایسے کج فطرت لوگ بھی مرزا غلام احمد صاحب کی باتوں کو نہ سننے پر تیار ہوئے اور نہ سمجھنے کے لئے"۔

قارئین اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور قادیانی شرافت کا شہ پارہ ملاحظہ فرمائیں اور داد دیں کہ ایک مرزائی، مرزا غلام احمد کی کتنی تابع داری کرتا ہے۔ گالیاں دینا ہر کافر، مشرک مرتد، زندیق اور ملحد کی عادت ہوتی ہے۔ ایک مرزائی کا اس قدر گندی گفتگو سے نوازنا اور غیر انسانی لب و لہجہ سے خطاب کرنا ان کے ایمان کا حصہ ہے۔ ان کے نبی مرزائے قادیانی نے بھی اپنے مخالف مسلمانوں کو ایسے الفاظ سے ہی یاد کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

ان العدیٰ صاروا خنازیر الفلا

ونساء هم من دو هن الاکلب

(ترجمہ) "تمام دشمن جنگل کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیاں ہیں" یہ وہ چراغ قادیان ہے جو مجھ سے مسلمان کو دکھانا چاہتے ہیں اور وہ بھی اسی لب و لہجہ میں۔ قادیانی کا یہ وہ درخشندہ آفتاب ہے جو قادیانی بزرجمہر اور کونپہ گرد مجھے دکھلا کر اپنا ہمنوا بنانا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مرزائیو! کذب و دجل کے آفتاب کی روشنی تمہیں مبارک ہو، اسکی کرنوں سے تم ہی فیضیاب ہو۔ غلام احمد قادیانی کی یہ بات سمجھنے میں کونسی ملکوتی صفت

کی ضرورت ہے جو میں سمجھ نہ سکا۔ گالی آخر گالی ہے۔ اسے ہر دور کے ہوشمند انسانوں نے برا سمجھا اور گالی دینے والے کو بھی برا جانا۔ ان مرزائی صاحب نے لکھا ہے کہ "جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے ۱۰۵ سال گزر گئے ہیں، کونسا حربہ ہے جو آپ جیسے ملاؤں نے اسے ختم کردینے کے لئے استعمال نہیں کیا"

مرزائی صاحب! یہ تو کوئی ایسے کمال کی بات نہیں اور اگر یہی کمال کی بات ہے تو مرزا غلام احمد کے بقول "عیسائیت کو ختم کرنے کے لئے مسیح موعود آئیگا" پھر عیسائیت تو آپ کے مسیح موعود مرزا غلام احمد سے ختم نہ ہوئی بلکہ "وہ ہندوستان میں اللہ کی رحمت" بن کر آئے اور آپ کے مرزا صاحب اور ان کے خاندان کو مخبریوں پر خدمات کے عوض باغ و بہار کر گئے اور جس "خاندان کی حالت تین سو سال پرانی خبر جیسی تھی" اسکو "نونہال" کر گئے۔ پاکستان بن جانے کے بعد سر ظفر اللہ خاں آنجہانی کی وزارت خارجہ کے صدقے تم مسلم لیگ کے بغل بچے بن کر جیتے رہے۔ ربوہ کی لاکھوں کی زمین کوڑیوں کے عوض حاصل کی، "اللہ کی رحمت" کا آخری مہرہ گورنر فرانسس موڈی تمہیں نہال کر گیا۔ تمہاری نسلوں کو "رہا" گیا۔ ۱۸۸۳ء سے لیکر آج تک تم مرزائی اقتدار کی گود میں پرورش پاتے رہے اور طعنہ احرار کو دیتے ہو ایسے ہے، جب قحبہ بوڑھی ہو جائے تو تمام الزام و دشنام پیشگی غیروں کے لئے وقف کر دیتی ہے اور یہ اسکی قحبہ گری کا نچوڑ ہوتا ہے۔ ایک سو پانچ سال کافی عمر ہے اور اس عمر دراز کا یہی تجربہ آپ کا حکومتی سرپرستی میں پھلنے پھولنے اور سوچنے کا شتر غمزہ ہے۔

آپ نے مزید لکھا ہے کہ:

"ایک عاجز بشر ہو اور خدا سے ٹکر لینے پر تل جائے تو وہی کچھ حشر ہوتا ہے جو بھٹو صاحب اور ضیاء الحق صاحب کا ہوا۔"

یہ بھی آپ کے مرزا غلام احمد صاحب کے دعووں کی طرح ایک دعویٰ ہے کہ "جو جھوٹا ہوگا وہ ہیضے کے قہر الٰہی سے مرجائیگا" مرزا نے کہا "پیر مہر علی شاہ مر جائے گا، ثناء اللہ امرتسری ہیضے سے مرجائیگا چونکہ وہ جھوٹا ہے۔" لیکن یہ دونوں بزرگ تمہارے جھوٹے ہونے کے لئے اللہ نے زندہ و تابندہ رکھے اور تمہارا وڈیرا غلام احمد "قہر الٰہی ہیضے" میں مبتلا ہو کر بیت الخلاء میں مر گیا۔ اپریل میں لاہور آئے اور مئی ۱۹۰۸، میں لیٹرین میں مر گئے۔ وہ بلڈنگ (احمدیہ بلڈنگ) اور اس کی لیٹرین اب تک لاہور میں برانڈرتھ روڈ پر موجود ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ: "مرزا صاحب نے انگریز کی تعریف کی بعینہٖ اسی طرح جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعریف نجاشی شاہ حبشہ کے لئے اور نوشیرواں شاہ ایران کے لئے۔ یعنی ان بادشاہوں کے انصاف اور رعایا پر شفقت کی وجہ سے نہ کہ انعام و اکرام حاصل کرنے کی خاطر"

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے اس کا حوالہ کوئی نہیں دیا یونہی جہالت پر مبنی گفتگو کی ہے۔ دوسرے یہ کہ شاہ حبشہ نے حضور پر نور ﷺ کی دعوت حضرت جعفر طیار بن ابوطالب سے سنی تو اس کا دل

پسیج گیا تھا اور اس نے حضور ﷺ کی دعوت کو اچھے الفاظ سے تعبیر کیا تھا۔ تیسرے یہ کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

غلام احمد قادیانی صاحب نے جن انگریز حکمرانوں کی تعریف کی تھی اور آپ بھی انہی کے قدح خوار و مدح خوار ہیں۔ میں پوچھتا ہوں ان مذکورہ صفات میں سے ان یہودی اور عیسائی حکمرانوں میں کونسی بات پائی جاتی ہے؟

نوشیرواں کا حوالہ تمہارے فرقہ ضالہ کے ذمہ ہے۔ لیجئے اب پڑھیئے مرزا غلام احمد قادیانی کی "حقیقت رسالت" مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے"

کسی خاندان کی ایسی چاپلوسی اور غلامی لکھی ہوئی دکھائیے۔ ایسا تو ہے کہ جن مسلمانوں نے انگریز کی چاپلوسی ووفاداری کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالا وہ افراد تھے خاندان نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں نے غدار، ٹوڈی، بکاؤ مال وغیرہ کے اسماء و القاب سے ہمیشہ یاد کیا۔ آپ بھی کم سے کم اسی زمرہ میں تو آتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ کسی مسلمان نے جہاد کو حرام نہیں کہا مگر پڑھیئے آپ کے اعلیٰ حضرت مرزا غلام احمد سفلیت کے کس مقام پہ کھڑے ہیں۔

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان و قلم سے اس اہم کام میں مشغول رہا ہوں کہ تمام مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلیشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کردوں"

.... آگے مزید لکھتے ہیں کہ: "تامیں ان وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے، (مجموعہ اشتہارات: جمع مفتی محمد صادق ج ۳ ص ۲۵۱ مطبوعہ اپریل ۱۹۱۲ء)

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹ پر مرزا صاحب کا یہ اعلان درج ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۴۹)

رابرٹ ایبرٹن، لیپل گریفن، ولسن کی تائیدی اسناد کس بات کی علامت ہیں۔ چند غدار مسلمانوں کی طرح انگریز سے وفاداری کا پٹہ گلے میں ڈالنے کے مترادف یا اس سے بڑھ کر۔ لیجئے میں خود کوئی چارج شیٹ مرتب نہیں کرتا اپنے انگریزی اعلیٰ حضرت کی درخواست جو "علیا حضرت" ملکہ وکٹوریہ کی خدمت میں پیش کی گئی پڑھئے اور اپنی چشمتی نمبروں پر جھومر ڈالئے۔

"سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔"

پھر لکھتے ہیں۔

"تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے" (ستارہ قیصرہ ص ۸ و ۹ مطبوعہ ۱۹۲۵)

اب تو خود کاشتہ کے معنیٰ متعین ہو گئے۔

جہاد کو گندا خیال، حرام خونی عمل، درندگی کہنے کے نتیجے میں ملکہ وکٹوریہ کے وجود کی برکت سے مرزا صاحب ۱۸۹۷ء میں پرمانٹ اور کنفرم ہو گئے۔

یہ تمام چاپلوسی کس لئے تھی اور اس کا پس منظر کیا تھا؟ لیجئے سرمۂ چشم بصیرت حاضر ہے۔

"اور میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچائے۔" (تحفۂ قیصریہ، مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام، قادیان، ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء)

۱۰۰ برس پرانے اعتراضات پر آپ کو اعتراض ہے تو مسیلمہ کذاب کو ۱۴سو برس ہو گئے ہیں۔ لہذا اس کی زندگی کے اعمال پر بھی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ آپ تاریخ ہند میں سے ایک ایسا غدار تلاش کر دیں جو انگریز کا درباری بھی ہو اور اسے ملتا بھی کچھ نہ ہو۔ اسی لئے زبان دانوں نے یہ محاورہ بنایا ہے، جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ ضلالت و ذلالت کی آخری حد بھی ملاحظہ ہو کہ مرزا کادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کی اطاعت و غلامی اور محبت و وفاداری میں اسے کیا کچھ نہ بنا دیا۔

"فرشتوں کی روحیں بھی بول اٹھیں کہ اے موحدہ صدیقہ تجھے آسماں سے بھی مبارکباد جیسا کہ زمین سے!" (حوالہ مذکور ص ۳)

سکھوں کے ظلم کی داستان بہت طویل ہے مگر میں پوچھتا ہوں غلام احمد جس دور میں پل کر بڑا ہوا وہ تو عہد انگریز ہے ۱۸۳۸ء میں پیدا ہونے والا پشتینی وفادار ۱۸۵۷ء میں انیس بیس کا جوان تھا، اس سے سکھوں نے کیا چھینا؟ اگر پنجاب کے سکھوں نے کچھ چھینا ہو گا تو مسلمانوں سے۔ غلام احمد کا دادا عطا محمد مرحوم تو مسلمان تھا اس نے تو سکھوں کے گن نہیں گائے زمین اس سے اور اس کے والد گل محمد مرحوم سے چھینی گئی غلام احمد کو سکھوں کے گن گانے کی کیا ضرورت تھی؟ اور پھر انگریز کے گن مسلسل ساٹھ برس گائے، اسکی کیا ضرورت تھی؟ دوسرے یہ کہ غلام احمد کے دادا جان عطا محمد مرحوم کو سکھوں کے دربار میں باریابی حاصل

تھی۔ سکھوں نے عطا محمد کو کچھ زمین بھی واپس لوٹائی تھی۔ پڑھیئے اپنے اکابر کا کچا چٹھا۔

سکھوں سے تو مسلمانوں نے جہاد بھی کیا۔ ۱۸۳۱ء میں سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کی جنگ سکھوں سے جاری تھی اور غلام احمد کا خاندان سکھوں سے زمین کی واپسی کے لئے سکھوں کی منت و سماجت کر رہا تھا جسکے صلہ میں ۵ بیگھہ زمین واپس ملی تھی۔ تمہیں یاد ہو! کہ نہ یاد ہو باقی کس مسلمان کی جائیداد واپس کی گئی تھی؟

دین کی بحث کرتے ہوئے ذاتی بحث کا آغاز کسی شخص کی دینی کمزوریوں کا منہ بولتا ثبوت ہوا کرتا ہے جواب آں غزل کے طور پر مجبوراً یہ سب کچھ لکھنا پڑا۔ میں الحمدللہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم و مغفور کا ہی بیٹا ہوں آپ کا یہ طعنہ کہ "ان کی آخری زندگی کس مپرسی میں گزری، **اور ہم نے اُن کی مدد کی۔**"

تو عرض ہے کروڑوں انسان جو مال وزر سے (آپ کے اعلیٰ حضرتوں کی طرح) حصہ نہیں پاتے وہ آپ ایسے لوگوں کو کس مپرسی کے عالم میں دکھائی دیتے ہیں آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ امت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے اعاظم رجال دنیاوی اعتبار سے کسی دبدبہ، طمطراق اور ظاہری کروفر سے آراستہ ہوں؟ اللہ والوں کی تو آخرت ہے، دنیا نہیں۔ الدنیا سجن المومن وجنتہ للکافر: دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کا بہشت۔

۱۹۵۰ء کے بعد آپ کا لال بجھکڑ اللہ دتہ جالندھری آپ کے چند اور کفار کے ہمراہ **سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے** گھر آیا تھا اور آتے ہی سوال کیا کہ کیا حال ہے؟ جس کا جواب والد ماجد رحمہ اللہ نے دیا تھا کہ

.... جنوں میں جیسا ہونا چاہیئے ویسا گریباں ہے۔

اللہ دتہ سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس نے طنزاً کہا میں ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری، **تو والد صاحب نے** اس کے طنز کو جان کر کہا تھا..... "وانا ابوالعطایا، عطاء اللہ" **میں اس موقع پر خود موجود تھا۔** ذرا وہ مدد بتاییے کہ کیا تھی؟ ۳۸ سال بعد آپ کو طعنہ زنی سوجھی۔ ان کی زندگی میں کیوں نہ بولے کیوں نہ اس راز کو طشت ازبام کیا کہ جو شخص زندگی بھر غلام احمد پر سنگ زنی کرتا رہا اسی غلام احمد کے ماننے والے ایک شخص نے اسکی مدد کی تھی۔ **ہم نے** تمہیں چائے پلائی، تمہاری مہمان نوازی کی تم نے یہ تو بتانا گوارا نہ کیا اتنا جھوٹ بولا اور اپنا اعمالنامہ سیاہ کیا **سچ ہے جو شخص حضورؐ کا نمک حرام ہے اس کے ماننے والے حضورؐ کے اُمتیوں کی نمک حرامی کیسے نہیں کریں گے۔** غالب نے ایسے موقع پر کہا تھا۔

شرم **تم کو** مگر نہیں آتی

یہود و ہنود کی مدد سے زندگی کی نشوونما اور مال کے برتے پر نمود و نمائش ہی اگر حق کی علامتیں ہیں تو بقیہ کفار و مشرکین جو تمہارے بھی سرپرست ہیں ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ مرزائیت اگر ختم نہیں ہوئی تو کیا یہ اسکے حق ہونے کی دلیل ہے؟ روشنی اگر ہے تو تاریکی بھی رہیگی۔ تم عیسائی حکومت کو اللہ کی رحمت کہو تو درست اور اگر عیسائی تمہیں کافر قرار دیدیں تو غلط کیوں؟ اصل سمجھنے کا مسئلہ تو یہ ہے کہ تم ایسے کھلے کافر ہو کہ

(بقیہ ص ۴۰ پر دیکھیں)

زبان میری ہے بات انکی

★ صدر اپنا ہے۔ فوج ہمارے حق میں ہے۔ ہمیں کوئی ڈر نہیں۔ (بے نظیر)

بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔

★ لغاری کو زرداری نے بدنام کیا۔ (زاہد سرفراز)

ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

★ پنجگانہ نماز کیوں؟ (احمد فراز)

پنجگانہ نماز مسلمانوں کے لئے ہے۔ تمہارے لئے نہیں۔

★ میرا مرنا جینا پاکستان کے ساتھ ہے۔ (بے نظیر)

جس کی وجہ سے میں "راک وڈ محل" خرید نے کے قابل ہوئی۔

★ تحفظ ماحولیات کے بجٹ میں ۴۴% اضافہ۔ ۹ کروڑ کی غیر ملکی امداد ملے گی۔ (ایک خبر)

اپنا محکمہ جو ہوا۔

★ زمیندار ایماندار ہیں۔ (نکئی)

بلے بھئی تیریاں ایمانداریاں!

★ محکمہ انٹی کرپشن بدمعاشی کا سب سے بڑا اڈہ ہے۔ جو افسر آتا ہے جانے کا نام نہیں لیتا۔ (ایک خبر)

اس لئے کہ اس کے جانے سے اڈہ بند ہوتا ہے۔

★ قصبوں کو شہر بنانا چاہتی ہوں۔ (بے نظیر)

اور شہر ویرانے۔

★ ہر کرپٹ آدمی وی آئی پی کا درجہ رکھتا ہے۔ (عمران خان)

آپ کس درجہ کے وی آئی پی ہیں۔

★ احمد فراز نے اسلام کو جام سے سمجھنے کی کوشش کی۔ (میاں مقصود)

ایک شرابی کھلے منہ نالی میں پڑا تھا		کتے نے اس کے منہ میں پیشاب کیا

ٹھنڈی ہوا جو چلی تو وہ یوں بولا		ساقیا! اور پلا۔ اور پلا۔ اور پلا

★ عورت کی سزائے موت ختم کرنے کا مقصد وزیراعظم کو اس سزا سے بچانا ہے۔ (ظفر علی شاہ)
عورت مرد برابر کے نعرہ کا عملی مظاہرہ

★ وزیراعظم نے کمینہ کہہ کر پورے ایوان کو گالی دی۔ (اپوزیشن کا احتجاج)
"کمینی کتی" عورتوں کے روزمرہ کے الفاظ ہیں۔

★ امن وامان کی حالت بہتر نہیں۔ ظلم کی داستانیں عام ہیں۔ (چیف جسٹس خلیل الرحمن)
صدر صاحب! ملک کے قاضی کے بعد کس کی شہادت درکار ہے؟

★ بجٹ اجلاس میں بے نظیر مسلسل تسبیح کرتی رہی (ایک خبر)
"کرسی۔ کرسی۔ کرسی۔..................."

★ علماء اور نیلی، ریما اور نور جہان کو دیا جانے والا صدارتی ایوارڈ ایک جیسا ہے۔ (حنیف خان)
اس لئے کے علماء جمہوریت اور نیلی، ریما اور نور جہان کا کردار ایک جیسا ہے۔

★ حکومت عوام کے لئے عملی اقدامات کر رہی ہے۔ (گورنر سروپؔ)
مہنگائی اور ٹیکس کے ذریعے۔

★ دونوں برائیوں کا مقابلہ کریں گے۔ (فضل الرحمن)
دور افتادہ علاقوں کے تہی دست خطیب   قرنِ اول کی روایات کے اقوال فروش

★ سرے محل خریدا نہ ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ (بے نظیر)

★ سرے میں ۳۵ لاکھ پونڈ کی عمارت خریدنے کی خبر درست ہے (سنڈے ایکسپریس)
سکھی جوڑے کو ڈوب مرنا چاہیے۔

★ حجروں تک محدود علماء کی زندگی سے موت اچھی۔ (نورانی)
اللہ خوش رکھے!

★ بے نظیر کا چھوٹی برائی سمجھ کر ساتھ دے رہے ہیں۔ (چھٹہ)
اور بڑی برائی آپ ہیں۔

★ غریب کا نام لینے والوں نے دستانے پہن کر ان کا گلا دبا دیا ہے۔ (شیخ رشید)
دستانوں کا بھی تکلف ہی کیا۔

★ وزیر جنگلات رائے اعجاز احمد خان و محکمہ جنگلات پنجاب۔ محترمہ بے نظیر کو استنبول سے واپسی پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ (ایک اشتہار)
اسے کہتے ہیں۔ "حلوائی کی دکان پر خالہ جی کی فاتحہ"۔

★ آئی ایم ایف نے بجٹ پر اظہارِ اطمینان کیا ہے۔ (وی اے جعفری)

آئی ایم ایف تیری مامی لگدی اے۔

★ شازیہ خشک کو رقاصہ کہنے پر حکومتی ارکان کا اعتراض۔ (ایک خبر)

تو کیا اسے ان کی بہن کہا جائے۔

★ بے نظیر کا جیالے ہونے پر فخر ہے۔ (خالد کھرل)

اللہ کرے! تمہارا حشر اسی کے ساتھ ہو۔

★ کسی ایسی جگہ کا نام بتاؤ جس کی ملکیت کا کوئی دعوے دار نہیں (ایک سوال)

ماسٹر جی اتنا آسان سوال۔ "لندن والا محل"

★ قرآن پاک کی بے حرمتی کے مسئلہ کو چھوڑیں بجٹ پر بحث کریں۔ (منظور موہل)

ہت تیرے بجٹ پر پیشاب۔ تیری جمہوریت پر تیزاب

★ عام آدمی کی ضروریات زندگی اس کی دہلیز تک پہنچانے کا عزم کر رکھا ہے۔ (بے نظیر)

دہلیز باقی رہے گی تو..........؟

★ رنجیت سنگھ کی برسی پر پانچ سو سکھ لاہور پہنچ گئے۔ (ایک خبر)

★ بے نظیر کی ۴۳ ویں سالگرہ، تمام بڑے شہروں میں تقریبات ہوں گی۔ (دوسری خبر)

مسئلہ آواگون کا کمال لگتا ہے۔

فرمودہ فاروق اعظمؓ

جب حلال و حرام جمع ہوں تو حرام غالب آتا ہے اگرچہ تھوڑا سا ہی ہو۔

(بقیہ از ص ۳۷)

تمہیں تو کافر بھی کافر کہتا سمجھتا اور قانونی فیصلے کرتا ہے۔ جنوبی افریقہ کی عدالت کا حالیہ فیصلہ اسی کا تسلسل ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب تمام دنیا کے کافر بھی تمہیں کافر کہیں گے۔

اس خوفناک وقت کی آمد سے پہلے اپنے کفر بواح سے توبہ کر لو اور غلام احمد کی ذریۃ البغایا بننے سے بہتر ہے مولائے کائنات خاتم النبیینﷺ کے ماننے والے زمرۃ الساکین میں آجاؤ اللہ تم ایسے کفار کو کفر چھوڑنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

ترحیم   ادارہ

مسافرینِ آخرت

حضرت قاضی زاہد الحسینی مدظلہ کو صدمہ:

ممتاز دینی و علمی شخصیت حضرت قاضی زاہد الحسینی مدظلہ کے داماد جناب حافظ محمد انور مرحوم ۴ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۹۶ء کو دل کا دورہ پڑھنے سے رحلت فرما گئے۔

مرحوم عالم با عمل اور ایک خاموش مبلغ تھے۔ پاک فضائیہ میں چیف وارنٹ افسر تھے۔ ۲۲ اپریل کو عشاء کی نماز کی امامت کرائی پھر درس حدیث دیا۔ رات کو اچانک دل کا دورہ پڑا اور چند ہی منٹوں میں واصل باللہ ہو گئے۔

عین عالم شباب میں ان کا اٹھ جانا حضرت قاضی صاحب اور تمام اہل خاندان کے لئے بہت گہرا صدمہ ہے۔

جناب خوشی محمد مرحوم:

مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کے رہنما جناب حافظ محمد اشرف کے والد ماجد جناب خوشی محمد مرحوم ۲۱ جون بروز جمعہ انتقال کر گئے۔ مرحوم صوم و صلٰوۃ کے پابند اور نہایت صالح اللسان تھے۔ محترم حافظ صاحب کے لئے یقیناً یہ ایک گہرا صدمہ ہے۔ اللہ تعالی انہیں صبر عطاء فرمائے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے (آمین)

جام حاجی خدا بخش چوہان مرحوم:

مجلس احرار اسلام بستی اسلام آباد ضلع رحیم یار خان کے معاون اور جناب جام عبدالجبار صاحب کے بڑے بھائی محترم جام حاجی خدا بخش چوہان مرحوم مئی کے اوائل میں دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

مرحوم انتہائی ملنسار اور دینی جذبہ رکھنے والے اللسان تھے۔ حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ سے والہانہ عقیدت تھی۔

جناب ڈاکٹر محمد اسلم رانا مرحوم:

شعبہ پنجابی پنجاب یونیورسٹی کے ایسوسی ایٹ پروفیسر، معروف نقاد، شاعر، افسانہ نگار ڈاکٹر محمد اسلم رانا ۲۲ جون کو ۴۸ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

مرحوم، پروفیسر عباس نجمی، پروفیسر سعید بھٹہ، ناہید شاہد، پروفیسر عاصم ندیم اور پروفیسر شاہد کاشمیری کے استاد اور ڈاکٹر مظہر معین کے رفیق خاص تھے۔

اللہ تعالی تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے

(آمین) اراکین ادارہ تمام مرحومین کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کرتے ہیں اور ان کے غم میں شریک ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ان مرحومین کو بھی شامل کریں اور ایصال ثواب کا خاص اہتمام فرمائیں (ادارہ)

جناب شیخ ریاض الدین کے لئے دعاء صحت

حضرت شیخ حسام الدین رحمہ اللہ کے ارجمند محترم شیخ ریاض الدین صاحب گزشتہ کئی برس سے مفلوج ہیں۔

اراکین ادارہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا گو ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ محترم شیخ صاحب کے لئے دعاء کریں اللہ تعالی انہیں شفاء کاملہ عطا فرمائے (آمین)

✹ ✹

مواعظ و تقاریر کا انسائیکلوپیڈیا اور خزانہ

تقاریر جمعہ

صفحات ۴۸۲ دو جلد
ھدیہ صرف /۳۰ روپے

ترتیب و تالیف
حافظ مشتاق احمد عباسی

الحمدللہ ہماری سابقہ کتابیں خطبات و مواعظ جمعہ اور مخزن مواعظ کے بعد یہ تیسری اسی موضوع کی عظیم الشان کتاب ہے،

اس کتاب میں قرآنی آیات، احادیث نبوی، میٹھے وعظ، سچے انقلاب آفریں قصے مایہ ناز ہستیوں کے اشعار سبھی کچھ موجود ہے یہ کتاب ساٹھ مواعظ پر مشتمل ہے ہر وعظ شیریں، حکمت و موعظت سے بھرپور اور عجیب و غریب نکات کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب جس خطیب و امام اور واعظ کے پاس ہوگی انشاء اللہ تعالی اسکو دوسری وعظ کی کتابوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ اس کتاب میں دنیاوی و اخروی فلاح و صلاح کا وافر سامان اور ذخیرہ موجود ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ (۱) ادارہ صدیقیہ گارڈن ویسٹ کراچی نمبر ۳
(۲) یونائیٹیڈ بک کارپوریشن ادب منزل فرسٹ فلور اردو بازار کراچی۔
(۳) مکتبہ حلیمیہ۔ جامعہ بنوریہ نزد سائیٹ تھانہ کراچی نمبر ۱۶

✹ ✹

ڈاکٹر اللہ بخش جاوید
سیکرٹری اطلاعات مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت چیچاوطنی

انتخاب مجلس عمل تحفظ ختم نبوت چیچاوطنی

۱۸ جون ۹۶ء بروز منگل مجلس عمل تحفظ ختم نبوت چیچاوطنی کا انتخابی اجلاس دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت غلہ منڈی چیچاوطنی میں مولوی بشیر احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا، جس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔ سرپرست: مفتی فاروق احمد نظامی، صدر: مولانا محمد اصغر حازم

نائب صدور: مولانا محمد ارشاد، مولانا غلام نبی معصومی، اکرام اللہ خان ایڈووکیٹ، جنرل سیکرٹری: قاری زاہد اقبال، ڈپٹی سیکرٹری: مولانا عبدالباقی،

سیکرٹری اطلاعات: ڈاکٹر اللہ بخش جاوید، رابطہ سیکرٹری: حق نواز خان، خازن حاجی محمد ایوب۔

نمائندہ

انتخاب مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ساہیوال

۲۱ جون ۹۶ء بروز جمعتہ المبارک مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ساہی وال کا انتخابی اجلاس مرکزی جامع مسجد عید گاہ میں منعقد ہوا۔ مرکزی مجلس عمل کے رہنما سید ضیاء اللہ شاہ بخاری بھی شریک ہوئے اور مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔

سرپرست حضرات: صاحبزادہ مظہر فرید، مولانا عبدالرشید

صدر: مولانا عبدالرشید راشد، نائب صدر: مولانا مفتی ولائت اقبال

جنرل سیکرٹری: عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ، ڈپٹی سیکرٹری: ڈاکٹر محمد طاہر سراج

سیکرٹری اطلاعات: مولانا عبدالخالق رحمانی، خازن: مولانا عبدالستار۔

مولانا ابوریحان سیالکوٹی
سبائی فتنہ
(حصہ اول)
قیمت 150 روپے

اہل سنت کے روپ میں رفض و سبائیت پھیلانے والے طبقہ کے خیالات کا علمی و تحقیقی محاسبہ
ایسی کتاب جس نے بعض نام نہاد تقدس مآبوں کی حجلہ عروسی میں زلزلہ بپا کر دیا

بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان۔

نمائندہ | اخبار الاحرار

احمد پور شرقیہ میں مجلسِ احرار اسلام پاکستان کا احیاء وانتخاب

حضرتِ حافظ سید عطاء المومن شاہ صاحب بخاری کے زیر قیادت درج ذیل عہدہ داران وارا کین منتخب ہو۔

صدر: جناب ابومعاویہ قاری محمد رمضان صاحب، نائب صدر: جناب غلام یٰسین صاحب

جنرل سیکرٹری: جناب حکیم محمد سعید صاحب، فنانس سیکرٹری: جناب ابوسعد ڈاکٹر عبدالحفیظ صاحب

ناظم نشر و اشاعت: جناب ڈاکٹر عبدالرشید صاحب

ارا کین

جناب محمد شفیع شاکر صاحب، جناب ڈاکٹر محمد اعجاز حسین بھٹہ صاحب

جناب رفیع اللہ آزاد صاحب، جناب ابومعاویہ حافظ عبدالمجید مجاہد صاحب

جناب محمد یوسف صاحب، جناب خدا بخش صاحب

جناب محمد الیاس صاحب، جناب قاری محمد اکبر صاحب

جناب غلام فرید صاحب

معاونین

جناب نذیر احمد صاحب، جناب مستری عبداللطیف صاحب

جناب عبدالرحمن صاحب

جناب محمد زوار صاحب، جناب محمد فاروق صاحب

جناب محمد اعظم صاحب

جماعت کے زیر اہتمام سید عطاء المومن شاہ صاحب بخاری مدظلہ کے مستقل ماہانہ درس قرآن کا انتظام کیا گیا ہے اس سلسلہ کے تین درس قرآن منعقد ہو چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ آئندہ بھی انشاء اللہ جاری رہے گا۔

(بقیہ از ص ۱۵)

اور یہ شیخ رشید نامی شخص، جس میں گالی دینے کے سوا کوئی ہنر نہیں، یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اپنی خطابت سے وقت کا فرمان بدل دے گا۔ وہ بدل دے گا؟ وہ...... جس نے اپنے واحد کمال دشنام طرازی کا رہائی کے عوض سودا کیا اور امریکی استعمار کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ (روزنامہ "خبریں" لاہور۔ ۲۱ جون ۱۹۹۶ء)

زبان خلق

محترم سید عطاء المحسن بخاری صاحب

سلام مسنون۔ آپ کی تنظیمی سرگرمیاں نقیب ختم نبوت میں پڑھتا رہتا ہوں۔ آپ لوگوں کی ہمت اور جرأت کی داد دیتا ہوں کہ ان حالات میں بھی احرار کا نام زندہ رکھے ہوئے ہیں (ماشاء اللہ)

اللہ تعالی آپ کو اتنی صحت اور توفیق عطاء فرمائے کہ آپ پرچم احرار کو سربلند رکھیں۔

بھائی میں تو گزشتہ چھے سال سے بستر علالت پر ہوں۔ میری صحت یابی کے لئے بھی دعاء کریں۔ اللہ تعالی آپ کے مشن کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرے۔

والسلام

شیخ ریاض الدین ابن حضرت شیخ حسام الدین رحمہ اللہ

لاہور

❋

محترم محمد کفیل بخاری صاحب زید مجدکم

سلام مسنون

یوں تو گلستان بنی فاطمہ کی مہک اکثر دل و دماغ کو معطر کرتی رہتی ہے مگر قلمی حاضری کی سعادت کبھی کبھی ملتی ہے۔

نقیب کا تازہ پرچہ رات کو مطالعہ کر کے سو گیا۔ تو عجیب روحانی منظر کا مشاہدہ عالم رویا میں ہوا ایک کمرہ میں احرار اکابر جمع ہیں جن میں سے شیخ حسام الدین مرحوم کو پہچان سکا اوراد و وظائف کے بارہ میں گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے میں حضرت امیر شریعت نور اللہ مرقدہ رونق افروز ہوئے اور اس گناہ گار کے ساتھ محو کلام ہو گئے جو اس وقت یاد نہیں۔ اتنے میں احرار رضاکاروں نے آکر کہا کہ حضرت مجمع آپ کے شدید انتظار میں ہے۔ حضرت امیر شریعت اٹھ کر ان کے ساتھ تشریف لے گئے۔ نور اللہ قبورھم۔ بس آنکھ کھل گئی۔ دل تو حضرت کے مزار اقدس پر حاضری کے لئے بے تاب رہتا ہے مگر علالت اور نقاہت نے بہت بے بس کر رکھا ہے۔ دعاؤں میں یاد فرمایا کریں۔ بستان بنی فاطمہ کے گلہائے سدا بہار کو سلام مسنون اور درخواست دعاء حسن خاتمہ۔

والسلام

مخلص، قاضی زاھد الحسینی

منزل انوار القرآن: پوسٹ آفس جھنگی براستہ ایبٹ آباد ۱۰ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ ۲۷ جون ۱۹۹۶ء

جرحِ انتقاد

سید محمد ابو الکفل بخاری

ماہنامہ انوار ختم نبوت (انٹر نیشنل) لندن

حضور دانائے سبل، فخر الرسل، مولائے کل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام نبوت و منصب رسالت اور آپ کے عطا فرمودہ دین و شریعت کی حقانیت کا زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور پھر اس اقرار و تصدیق کا اس عمل سے اظہار ہی اسلام ہے اس کی ضد کفر ہے، شرک ہے، الحاد ہے۔ جبکہ اس سے بغاوت اور غداری ارتداد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کو جاری سمجھنے والا یا جاری کرنے والا ہر شخص یقیناً کافر ہے اور اگر وہ اپنے تئیں "داعئ اسلام" اور "مدعئ اسلام" بھی ہے تو یقیناً مرتد ہے۔ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی، اس برصغیر پاک و ہند میں اس تحریکِ ارتداد کا سرخیل و سرغنہ ہے جو قادیانیت اور مرزائیت کے نام سے معروف ہے۔ مرزائیت نے ۱۸۹۱ء سے ۱۹۹۶ء تک عالم اسلام کے خلاف اور عالم کفر کے حق میں جو خدمات سرانجام دی ہیں...... مسلمانوں کو اس کا پورا پورا احساس اور کافروں کو اسکا پورا پورا پاس ہے۔ تحفظ ختم نبوت اور محاسبۂ مرزائیت کی عظیم الشان تحریکیں اور برطانیہ، امریکہ اور اسرائیل کی مرزائیت نوازی، مرزائیت پروری اور مرزائیت انگیزی...... ایسے حقائق ہیں جن کا جھٹلانا ناممکن ہے۔

انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ ایک نوساختہ جماعت اور اس کا ترجمان ماہنامہ "انوار ختم نبوت" اس کا نومطبوعہ ترجمان ہے۔ ہمارے پیش نظر اس وقت جلد اوّل کا چوتھا شمارہ ہے۔ جس کی ترتیب و تزئین اور طباعت معیاری ہے۔ مشمولات میں، مولانا زاہد الراشدی کے دو مقالات خصوصاً بہت پر مغز اور فکر انگیز ہیں۔ ایک مضمون انٹر نیشنل ختم نبوت موومنٹ کے قیام کی ضرورت کو واضح کرنے کے لئے مولانا عبدالرؤف نے لکھا ہے، وہ لکھتے ہیں.....

"مجلس احرار اسلام نے آزادئ وطن کے علاوہ عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور منکرینِ ختم نبوت کا استیصال باقاعدہ اپنے مقاصد و اہداف میں شامل کیا اور اسکو باقاعدہ ایک تحریک کا رنگ دیا۔ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنا ایک شعبۂ تبلیغ مستقل بنیادوں پر تشکیل دیا اور اسکا نام مجلس تحفظ ختم نبوت رکھا۔ جس نے بعد میں ایک مستقل جماعت کی حیثیت اختیار کرلی۔"

اس تحریر میں ایک بات کا نہ جاننا پایا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ مجلس احرار اسلام نے شعبۂ تبلیغ پاکستان کے

بعد قائم نہیں کیا بلکہ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں قائم کیا تھا جسکا دفتر قادیان میں تھا اور اس کی نگرانی لاہور کا مرکز احرار کرتا تھا۔ ثانیاً اس دفتر کا مضبوط رابطہ مجلس احرار اسلام بٹالہ کے ساتھ تھا۔ اس دور کے کئی گواہ لحمد اللہ ابھی زندہ ہیں۔ مثلاً جناب چودھری ثنا اللہ بھٹہ (لاہور)

جناب صوفی کاشمیری (لاہور) جناب مولانا محمد صدیق ولی اللّٰہی (بہاولپور)

جناب حکیم محمد صدیق تارڑ (مرید کے) جناب تصدق حسین راول (وزیر آباد)

جناب رفیق غلام ربانی (تلہ گنگ) شیخ عبدالمجید امرتسری (گوجرانوالا)

اور جناب شیخ احسان اللہ (وزیر آباد) وغیر ہم!

محترم مضمون نگار اگر یوں لکھتے تو بہتر تھا کہ قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار کے سابقہ شعبہ تبلیغ کا احیاء کیا گیا، جو حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی نگرانی میں ۱۹۴۹ء میں ملتان قائم کیا گیا اور جسے بعد میں بعض بزرگوں نے الگ جماعت کا وجود بخشا۔ قیام پاکستان سے قبل اس کا نام صرف شعبۂ تبلیغ تھا مگر ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظِ ختمِ نبوت میں جب مجلسِ احرار اسلام کو خلافِ قانون قرار دیا گیا تو ۱۹۵۴ء مین مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کے نام سے کام کیا گیا۔

ہم تحفظ ختم نبوت کے جہاد میں ایک ماہنامے اور ایک جماعت کی شمولیت کا نیک تمناؤں کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں۔ ماہنامہ انوار ختم نبوت کے لئے جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور کے لئے رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

□ □

مولانا ابوالکلام آزاد..... ایک نادر روزگار شخصیت

"وہ ایک ہی شخصیت تھی جو ہر دور میں اپنے مقاصد پر قائم و استوار رہی۔ زمانے کا کوئی تغیر، احوال و ظروف کی کوئی تبدیلی، ہندوؤں کے تعصب کا کوئی ہیجان و انفجار، اس کے مقاصد میں خفیف سی تبدیلی یا ترمیم کا موجب نہ ہوسکا اور اصل نصب العین، اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں یا ملت کے احیا کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہاں تک کہ تقسیم ملک کے اختلاف پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو کلیدی اور مرکزی نقطہ یہی ہوگا۔

لوگوں نے تضاد کا لفظ دیکھا ہے اور پڑھا ہے اور اسے بے تکلف استعمال کرتے ہیں۔ لیکن اس بزرگ ہستی کے فکر و عمل میں کبھی اس کا خفیف سا پر تو بھی آج تک نہ مل سکا۔"

یہ عبارت مولانا غلام رسول مہر مرحوم و مغفور کے قلم سے ہے۔ ایسی باتیں وہی کہہ سکتے تھے۔ وہ خود ایک نادر روزگار شخصیت تھے۔ ادبیات، مذہبیات اور سیاسیات میں ان کے علم و نظر اور فکر و بصیرت کا لوہا مانا گیا۔ وہ سچے "ابوالکلامی" تھے اور اس باب میں اپنی مثال آپ تھے۔ مولانا عبدالماجد دریا بادی نے مہر صاحب کو ابوالکلام کے مکتبِ نگارش کا بڑا کامیاب شاگرد کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مہر صاحب، ابوالکلام کے مکتب فکر

کے بھی کامیاب ترین شاگرد تھے۔ ابوالکلام...... جہد و عمل، فکر و نظر اور عشق و جنوں کی ایک مستقل روایت کا نام ہے۔ مہر صاحب اس روایت کے امین بھی تھے اور مناد بھی! مولانا آزاد کی زندگی، ان کے فکر و مسلک، ان کی سیرت حتیٰ کہ ان کے شمائل پر مہر صاحب نے جتنا لکھا اور جیسا لکھا، (بقول کسے) نہ "جتنے" میں ان کا کوئی حریف ہے اور نہ "جیسے" میں! مہر صاحب کے متفرق اور منتشر مقالات کو یکجا کر کے جناب محمد عالم مختار حق نے مہر صاحب سے اپنے تعلق اور ابوالکلام سے اپنی عقیدت کا حق ہی ادا نہیں کیا بلکہ اردو کے علمی و ادبی سرمائے میں ایک تاریخی اضافہ کیا ہے۔ کتاب میں شامل چند مقالات بطور خاص مولانا آزاد کی سیاسی اور دینی بصیرت پر وارد کئے گئے اعتراضات کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔ یہاں مہر صاحب کے اسلوبِ نگارش کی شان کچھ اور ہی ہے۔ معترضین کے پندارِ علم و فہم کے صنم کدے ویران اور مسمار کرتے ہوئے ان کے قلم سے "غیرتِ حق" کا جلال ٹپکنے لگتا ہے۔

یہ کتاب بہت دن پہلے ہمارے دوست اور "کتابی کولمبس" جناب شبیر احمد خاں میواتی نے لاہور سے بھجوائی تھی۔ تبصرہ بوجوہ موخر ہوتا چلا گیا۔ ایک وجہ تو مہر صاحب کا وہ اسلوب تھا جس نے تجزیاتی اور تحقیقی مباحث سے لے کر تاثراتی تحریروں تک مجھے مسحور بھی کیا اور مبہوت بھی۔ اس کیفیت کو کتاب پڑھ کر ہی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ بقول فراق........

تو مخاطب بھی ہے قریب بھی ہے\
تجھ کو دیکھوں کہ تجھ سے بات کروں

ایک وقت میں ایک ہی کام ہوسکتا ہے۔ سو میں نے ارادہ بدل دیا۔ اب آپ میرا تبصرہ پڑھنے کی بجائے، مہر صاحب کے قلم سے مولانا آزاد کا ذکر خیر پڑھیں گے۔

لکھتے ہیں:۔

"میں نے کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے تیس برس کی عمر میں دنیا بھر کی آنکھیں فرط عقیدت سے اپنے لئے فرش راہ دیکھی ہوں۔ پھر جب معتقدات کے لئے مجاہدے کا وقت آیا تو ہر دلعزیزی کی ہر متاع بے دریغ قربان کر دی ہو۔ یہاں تک کہ وہ اس اقلیم کا معتوب ترین آدمی رہ گیا ہو۔ بایں ہمہ معتقدات کی مشعل ہاتھ میں لئے کھڑا ہو۔"

"انہوں نے مقام صبر کے واجبات جس شانِ عزیمت سے ادا کئے ان کی مثالیں تاریخ میں بہت ہی کم ملتی ہیں۔ موجبات غم سے متاثر ہونا ہر قلبِ سلیم کا خاصہ ہے لیکن احساسات پر قابو پالینا صرف صابرین مبشرین کا کام ہے"

"وہ گئے تو ذہنی روشنی کی پوری کائنات اپنے ساتھ لے گئے۔ ایسے روشنی کا مینار کھڑا ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل خاص کے بعد کئی عمریں اور کئی دور بسر ہونے چاہییں۔ اس لئے کہ ایسی شخصیتیں ہر عہد اور ہر عصر کو نصیب نہیں ہوتیں مرزا غالب نے کہا تھا۔ (بقیہ ص ۱۹ پر دیکھیں)

شیخ حبیب الرحمن بٹالوی

منظر مسجد نبوی دیکھا

پاک حرم میں چل کر دیکھا
جلوہ اندر باہر دیکھا
حجر اسود کے بوسے سے
دل میں اتری ٹھنڈک دیکھی
رب کا کعبہ ڈھانے والا
کوئی نہ آئے ہاتھی والا
آج بھی غول ابابیلوں کا
اس لئے چکر کھاتا دیکھا
گرجا دیر نہ مندر کوئی
بیت اللہ ہی بہتر دیکھا
کے اور مدینے میں تو
چیل نہ کوا کتا کوئی
اڑتا ایک کبوتر دیکھا
غار حرا اور خانہ کعبہ
غار ثور اور جبل رحمت
بئرِ زمزم آبِ زمزم
رحمت والا برکت والا
اک مواج سمندر دیکھا
اجلے اجلے چہرے دیکھے
روشن روشن خلقت دیکھی
روضۂ اطہر، جنت ماویٰ
حور فرشتے کریں یہ دعویٰ
ہم سے بہتر جن وانساں
ریاض الجنہ ان کی قسمت

منزل راہی امن تسلی
رحمت راحت نور تجلی
منظر مسجد نبوی دیکھا
جبرائیل اور آپ نبی نے
جس جا قرآں پاک پڑھا تھا
جس جا آپ کے ساتھی سارے
دین کی محنت کرتے کرتے
قرب خدا میں بڑھتے بڑھتے
حق کا اک معیار ہوئے تھے
بابرکت محراب کے اندر
پاک نبی کی سجدہ گہ میں
مجھ جیسے عصیان زدہ نے
سچ مچ اپنا ماتھا رگڑا
کچھ مت پوچھو کیا پایا ہے
دولت دنیا دولت عقبیٰ
سب کچھ جھولی میں آیا ہے

سید محمد طلحہ گیلانی، کراچی

عطاء اللہ کے بیٹے

یہ مانا کچھ پریشاں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے
مگر سب اہل ایماں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے
جنہوں نے دیکھ کر دولت نہیں چھوڑا ہے مسلک کو
بہت ان میں نمایاں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے
کوئی ہو رافضی یا ہو کوئی مرزا کی امت سے
کئی روگوں کا درماں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے
جہاں پر بھی بخاری کے محبت کرنے والے ہیں
انہیں تصویر جاناں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے
صداقت چھوڑکر جینا نہیں سیکھا کسی نے بھی
کئی سینوں میں پیکاں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے
نہ چھیڑو تو یہ شبنم ہیں اگر چھیڑے کوئی انکو
بڑا ہی سخت طوفاں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے
نہیں ثانی کوئی انکا سیادت میں شرافت میں
حقیقت میں یہ انساں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے
جو رخصت ہو گیا کاشف خدا رحمت کرے اس پر
بحمد اللہ یک جاں ہیں عطاء اللہ کے بیٹے

محمد طلحہ گیلانی، کراچی

سید ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ

وہ اک قرآن خود اس پر خوش الحانی ابوذر کی
کہ قدر اس عہد نے کچھ بھی نہ پہچانی ابوذر کی
وہ نکتہ سنجیاں اس کی فصاحت بھی بلاغت بھی
وہ تقریریں ابوذر کی زباں دانی ابوذر کی
اگر وہ چاہتا دولت تو چل کے اس کے گھر آتی
لہو ہم کو رلاتی ہے وہ قربانی ابوذر کی
ہوس نے موند دی آنکھیں ہوس کے ہر پجاری کی
انہوں نے کچھ بھی شخصیت نہیں جانی ابوذر کی
کہاں سے لائیں گے ایسا قلم کا ہو دھنی ویسا
کہ مضمونوں کی بندش میں وہ جولانی ابوذر کی
سیاست میں اگر شامل ہو پیسہ کون کس کا ہے
سیاست اس کے یاروں کی وہ ویرانی ابوذر کی
کبھی بچوں میں بچہ تھا کبھی بوڑھوں میں بوڑھا تھا
جوانوں میں بھی دیکھی ہے گل افشانی ابوذر کی
مجھے بخشی تھی جو اس نے محبت یاد رکھوں گا
میں کیسے بھول سکتا ہوں وہ دربانی ابوذر کی
یہ مانا ہر نفس کو ہے اٹھانی موت کی لذت
مگر باتیں میں سچ کہدوں نہیں فانی ابوذر کی

سید کاشف گیلانی۔ کراچی

اعتراف

ہمیں اصرار سے نسبت ہے وجہ افتخار اب بھی — اسی اک نام سے چڑھتا ہے جھوٹوں کو بخار اب بھی

کہیں رامے کہیں احمد فراز و عاصمہ جیسے — کئی دجّال بیٹھے ہیں یہاں پر نابکار اب بھی

رسول اللہ ﷺ کے باغی مسلماں بن کے بیٹھے ہیں — نہ کرتے ہم اگر پیچھا نہ ہوتے آشکار اب بھی

خدا کے نام پر حاصل ریاست جو ہوئی ہم کو — اسے برباد کرنے کو یہ سب ہیں بیقرار اب بھی

یہ سارے فلسفی، شاعر، مصوّر جھوٹ بکتے ہیں — کہ ان کا جھوٹ کی بنیاد پر ہے کاروبار اب بھی

خدا کے دشمنوں کی سرحدوں سے انکا ناطہ ہے — ہماری سرحدوں سے ماوراء ہیں انکے تار اب بھی

بڑے ثابت قدم رہ کر ترے بندوں نے جانیں دیں — ہمارے صبر کو مت آزما پروردگار اب بھی

رسول اللہ مثلِ گل اگر آئے تھے دنیا میں — حفاظت کے لئے ہیں گرد انکے ہم سے خار اب بھی

ہر اک کذّاب کی کاشف زباں کو کھینچنا ہو گا — جنوں والے ہمارے ساتھ ہوں گے بے شمار اب بھی

✻

سید کاشف گیلانی۔ کراچی

احرار

ڈرتے ہیں مصیبت سے نہ آرام و بلا سے — نے خوفِ عقوبت سے نہ انجامِ وفا سے

اسلاف کے قدموں پہ قدم چلتے ہیں رکھ کے — منزل پہ پہنچنا ہے نقوشِ کفِ پا سے

ہے فرض مسلماں پہ فقط جُہدِ مسلسل — سیکھا یہ سبق ہم نے شہیدوں کی قبا سے

تقسیم ہوئی قوم تو احساس ہوا ہے — لوٹا ہمیں رہبر نے ہر اک مکر و ریا سے

وہ کون نکالے گا جو پانی میں ہیں کتے — بیٹھے لبِ دریا ہیں کچھ انسان بھی پیاسے

خائف نہ کوئی موت سے ہم میں سے کہیں ہے — جو کفر کے حامی ہیں وہ ڈرتے ہیں سزا سے

روکا ہمیں سازش سے ہے کچھ اہلِ ستم نے — اب دور بہت دور ہیں ہم بانگِ درا سے

کاشف کو دیا روز فریب اس کے عدو نے — مایوس کیا اس کو نہ امیدِ وفا سے

✻

(بقیہ از ص ۴۴)

لوگ پریشان ہوگئے۔ میرے دوسرے رفقاء نے بھی ان پر فقرے کسے اور مجھے کھینچ کر باہر لے آئے۔ شور و غل اتنا زیادہ ہوگیا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ لیکن میں غصہ میں اونچی آواز میں جو کچھ کہا جا سکتا تھا کہتا رہا۔ اس ہنگامہ آرائی کی وجہ سے تبلیغی جماعت کے منتظمین نے کہا حضرات ہم نے مفتی صاحب کا خطاب منسوخ کر دیا ہے۔ برائے مہربانی انہیں واپس جانے کے لئے راستہ دیدیں۔ جب وہ مفتی صاحب کو انکی کار تک الوداع کہنے کے لئے گزرنے لگے تو انکو پھر میرے قریب ہی سے گزرنا پڑا تو میں نے پھر مفتی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز سے کہا حضرت مفتی صاحب! ایسا معلوم ہوتا ہے جن لوگوں نے کربلا میں سیدنا حسینؓ کو بلا کر شہید کیا تھا وہ بھی آپ جیسے لوگ تھے۔ اور انہیں کی سنت پر آپ عمل کر رہے ہیں۔ اس پر مفتی صاحب نے گردن گھما کر پیچھے کی طرف دیکھا اور استغفراللہ، لاحول کہکر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اپنی کار کی جانب بڑھ گئے۔ اور ہم سب ساتھی اپنے اپنے رین بسیروں کی طرف چل دئیے۔ ایسی ہی تن آسان اور اہل رخصت شخصیتوں کی وجہ سے دینی تحریکوں کو ہمیشہ نقصان پہنچا ہے۔ نقی صاحب! ایک متبحر عالم دین، تبع سنت اور مفسیر قرآن تھے۔ مگر سیاسیات میں مسلم لیگ کے حامی تھے اور کڑی خیاحی تھے۔ چونکہ تحریک تحفظ ختم نبوت کی داعی اور قائد مجلس احرار اسلام تھی اسی لئے انہوں نے اس تحریک سے اتفاق نہیں کیا۔ مگر تحریک تو پھر بھی کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

حافظ عزیز الرحمن ایک نیک دل اور تحریک سے ہمدردی رکھنے والے انسان تھے ان دنوں کراچی میں راشننگ کنٹرولر ہوا کرتے تھے۔ بڑے خلوص کے آدمی تھے۔ ہمارے ساتھ بڑی شفقت رکھتے تھے تحریک کے سلسلہ میں بہت تعاون کرتے۔ ہماری خصوصی بیٹھکیں انکی سرکاری رہائش گاہ پر ہوتی تھیں۔ جس میں غازی محمد حسین صاحب سالار اعظم جیوشِ احرار پاکستان، مستری رشید احمد لدھیانوی اور دیگر ساتھی شریک ہوتے۔ اور پولیس کی اکثر خبریں چودھری تاج دین بٹالوی جو کہ قبل از تقسیم ہی سے پورٹ ٹرسٹ پر کام کرتے تھے اور میاں محمد عالم بٹالوی کے بھائی تھے کی معرفت ہم تک پہنچ جاتی تھیں۔ لہذا تمام منصوبہ بندی حافظ صاحب کی رہائش گاہ پر ہی ہوتی۔

تصویر کا دوسرا رخ

ہمیں کراچی میں مقامی ساتھیوں کی تلاش رہتی تھی۔ اسی سلسلہ میں رام پور (انڈیا) کے ایک مہاجر مولوی حفیظ الرحمن خان، مستری رشید احمد صاحب سے متعارف ہوا۔ جو تحریک کے ابتدائی دنوں میں گرفتار ہو کر جیل یاترا بھی کر چکا تھا اس نے مستری رشید احمد کو اپنے طرز عمل اور چرب زبانی سے پوری طرح اپنے اعتماد میں لے لیا۔ ایک دن اس نے اپنی جھونپڑی ناظم آباد میں رات کو مستری صاحب کو دعوت پر بلایا اور کہا کہ اپنے ساتھیوں کو بھی لائیں۔ چنانچہ مستری صاحب مجھے اور محمد عالم مہاجر کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔

(باقی آئندہ)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوم)

شائع ہو گیا ہے۔

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ❁ ایک دستاویز ❁ ایک داستان ❁ خاندانی حالات
❁ سیرت کے مجلا اوراق ❁ خطابتی معرکے ❁ سیاسی تذکرے
❁ بزم سے لیکر رزم اور منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

❁ نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آواز ھدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات
- قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیب ختم نبوت، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

ہماری چند اہم مطبوعات

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

خطباتِ حکیم الامت

تقریباً پندرہ ہزار صفحات پر مشتمل ۲۷ جلدوں میں

1. دنیا و آخرت
2. علم و عمل
3. دین و دنیا
4. حقوق و فرائض
5. میلاد النبی
6. نظامِ شریعت
7. حقیقتِ عبادت
8. حقیقتِ مال و جاہ
9. فضائلِ صبر و شکر
10. فضائلِ صوم و صلوٰۃ
11. حقیقتِ تصوف و تقویٰ
12. محاسنِ اسلام
13. دعوت و تبلیغ
14. جزا و سزا
15. تسلیم و رضا
16. برکاتِ رمضان
17. سنتِ ابراہیم
18. مفاسدِ گناہ
19. آدابِ انسانیت
20. حقوق الزوجین
21. تدبیر و توکل
22. ذکر و فکر
23. راہِ نجات
24. موت و حیات
25. حدود و قیود

قیمت کامل سیٹ ۲۵ جلد ۲۹۰۳/- روپے

تفسیر حل القرآن

عام فہم اردو تفسیر از حضرت علامہ مولانا حبیب احمد کیرانوی

پسندیدہ اور مکمل اصلاح فرمودہ! حضرت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ عنوانات:۔ مولانا ظفیر الدین صاحب مدظلہ مرتب فتاویٰ دیوبند، کامل دو جلد ۵۲۵/- روپے

تفسیر انوار البیان

از حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری

سلیس عام فہم اردو زبان میں سب سے پہلی اور مفصل اور جامع تفسیر! چار جلدیں شائع ہو چکی ہیں فی جلد ۲۴۰/- روپے

المسک الذکی یعنی تقریر ترمذی

از افادات حکیم الامت حضرت تھانوی رح

تحقیق و تحشیہ ـ مقدمہ

حضرت مولانا مفتی عبد القادر صاحب شیخ الحدیث دار العلوم کبیر والا ـ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی رئیس الافتاء دار العلوم کراچی

کامل دو حصے اعلیٰ کاغذ خوبصورت جلد قیمت ۱۲۰/- روپے

کشکولِ مجذوب (عارفانہ کلام)

از:۔ حضرت خواجہ عزیز الحسن غوری مجذوب خلیفہ:۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل اضافہ کے ساتھ پاکستان میں پہلی بار شائع کیا ہے۔ اصلی گھر۔ درسِ عبرت۔ پیغام بیداری۔ مسلم کی بیداری۔ مسٹر اور ملا کی نوک جھونک۔ اسلامی بہرہ فغانِ بیوہ۔ رنگین ڈسٹ کور مضبوط جلد قیمت ۱۵/- روپے

دینی دسترخوان

جدید اسلامی انسائیکلوپیڈیا متعدد کتب اسلامی

کتب کا بیش بہا ذخیرہ۔ اسلامی ذوق رکھنے والوں کے لئے بیشمار معلومات ترتیب و کاوش حضرت عبد القیوم مہاجر مدنی۔ اکابر مفتیان کی تصدیق حضرت مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنی، حضرت مفتی محمد حبیب رومی مفتی مظاہر العلوم سہارنپور، حضرت مفتی عبد الستار صاحب خیر المدارس ملتان۔ دو جلد قیمت ۵۵۵/- روپے

تحفۃ العلماء

از افادات حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی

مولانا مفتی محمد زید صاحب (انڈیا) کے قلم سے درج ذیل کتابوں کا مجموعہ۔ العلم والعلماء۔ استاد و شاگرد کے حقوق۔ علوم و فنون اور نصاب تعلیم فقہ حنفی کے اصول و ضوابط۔ آداب الفتاء و الاستفتاء۔ اجتہاد و تقلید کا آخری فیصلہ۔ اصول مناظرہ۔ کامل دو جلد۔ جدید کتابت و طباعت ۳۲۰/- روپے

ملفوظاتِ حکیم الامت رح

از حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رح

- اولیاء اللہ کے عجیب و غریب واقعات۔
- امثال و عبر کا بے مثال خزانہ۔
- یہ دس جلدوں کا مجموعہ پانچ ہزار نادر ملفوظات پر مشتمل ہے قیمت کامل سیٹ دس جلد مکمل سیٹ قیمت ۹۳۰/- روپے

حکیم الامت رح کے حیرت انگیز واقعات

از:۔ افادات حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رح

دس اہم ابواب پر مشتمل ۱۔ مختصر سوانح حیات ۲۔ معمولات ۳۔ عبدیت و فنائیت ۴۔ انداز تربیت ۵۔ قبولیت ہدیہ کے شرائط ۶۔ اہم واقعات ۷۔ اشرف اللطائف ۸۔ اشرف الملفوظات ۹۔ اشرف المعمولات ۱۰۔ تذکرہ گلدستۂ اشرف تقریباً ۶ سو صفحات پر مشتمل خوبصورت جلد قیمت ۱۹۵/- روپے

اشرف السوانح

از حضرت حکیم الامت تھانوی رح

کے حالات، عادات، مقالات و تعلیمات، فیوض و برکات، کشف و کرامات، معمولات طیبہ پر مشتمل ہے اور مشعلِ راہ ہے۔

کامل چار جلد قیمت ۵۷۰/- روپے

کلیدِ مثنوی

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا تھانوی رح

حضرت حکیم الامت رح نے اشعار مثنوی کو واضح کر کے اور مسائل تصوف کو عام فہم بنا کر نہایت خوبی سے سمجھا دیا ہے۔ یہ عظیم شرح خوبصورت ۲۴ جلدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ تقریباً سات ہزار صفحات پر مشتمل۔ قیمت کامل سیٹ ۱۹۹۵/- روپے

اصلاحِ خواتین

عورتوں کی اصلاح و تربیت۔ تربیت اولاد

پردہ کے شرعی احکامات۔ عورتوں کی تعلیم کے اسلامی طریقے۔ تربیت النساء یعنی ۱۴۲ خطوط اور جوابات۔ خواتین کی اصلاح و تربیت کیلئے لاجواب۔ اعلیٰ کاغذ و طباعت، خوبصورت جلد اعلیٰ ایڈیشن قیمت:۔ ۱۶۵/- روپے

عملیات و تعویذات کے شرعی احکام

از افادات حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ قیمت مجلد ۹۰/- روپے

اسلامی تہذیب

از:۔ حضرت تھانوی رح قیمت مجلد ۶۰/- روپے

آدابِ تقریر و تصنیف

مجلد ۷۵/- روپے

ہماری عربی مطبوعات

السنن الکبریٰ البیہقی ـ مع ـ الجوہر النقی کامل ۱۰ جلد قیمت ۹۹۵/- روپے

المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ از:۔ علامہ الشیخ ابراہیم البیجوری قیمت ۱۶۰/- روپے

اوجز المسالک شرح موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ از:۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی کامل ۱۵ جلد قیمت ۳۰۰۰/-

مشکلات القرآن از حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ مع ضمیمہ ـ یتیمۃ البیان اعلیٰ کاغذ قیمت ۲۱۰/-

نسیم الریاض فی شرح الشفاء للقاضی عیاض مع حاشیہ شرح الشفاء لملا علی قاری (کامل ۴ جلد عربی) قیمت ۱۲۰۰/-

تفسیر البغوی (معالم التنزیل) علامہ ابن تیمیہ کی پسندیدہ تفسیر کامل ۴ جلد ۹۹۹/-

امانی الاحبار شرح معانی الآثار از:۔ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کامل ۴ جلد ۹۰۰/- روپے

لسان المیزان از حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کامل سیٹ ۷ جلد خوبصورت جلد ۱۵۷۵/- روپے

نوٹ:۔ جلد ۲۶ فضائل علم، جلد ۲۷ اصلاح اعمال (زیر طبع)۔ نوٹ:۔ اس فہرست کی مکمل کتب خریدنے پر چالیس فی صد رعایت

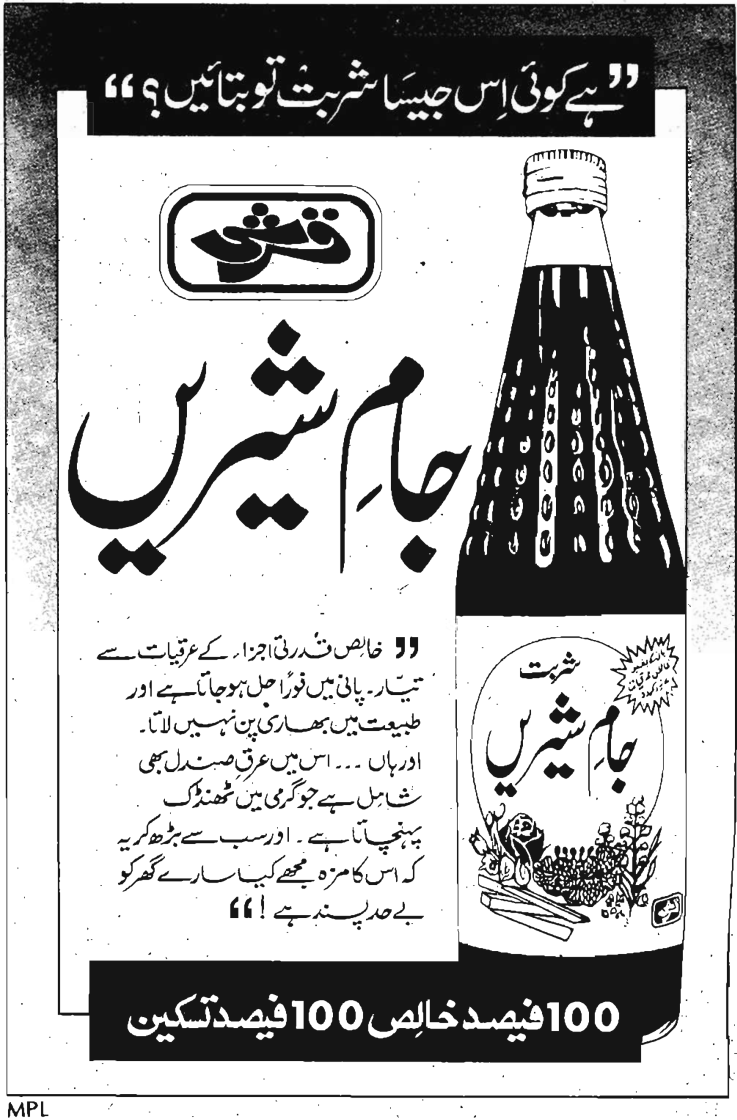
"ہے کوئی اِس جیسا شربت تو بتائیں؟"
قرشی
جامِ شیریں
"خالص قدرتی اجزاء کے عرقیات سے
تیار۔ پانی میں فوراً حل ہو جاتا ہے اور
طبیعت میں بھاری پن نہیں لاتا۔
اور ہاں ... اس میں عرقِ صندل بھی
شامل ہے جو گرمی میں ٹھنڈک
پہنچاتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ
کہ اس کا مزہ مجھے کیا سارے گھر کو
بے حد پسند ہے!"
شربت
جامِ شیریں
100 فیصد خالص 100 فیصد تسکین

MPL

Kinza

SQUASHES (1 litre)
KETCHUP (1 litre)
VINEGARS (1 litre)

"Sharing the taste"

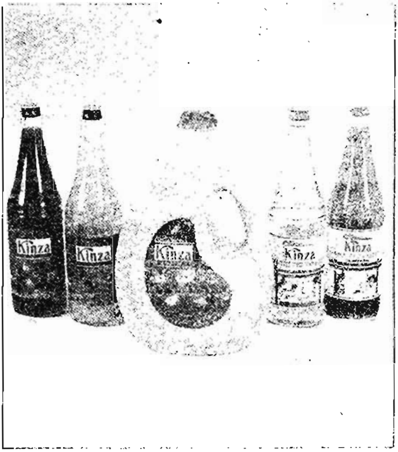

Quality and Economy Guaranteed

wily FOODS (PVT) LTD.
Chand Plaza, off lane 6, Peshawar Road, Rawalpindi Cantt
Phone: 862076

اٹھارویں سالانہ دو روزہ ۱۱، ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کانفرنس

جامع مسجد احرار ربوہ

زیر نگرانی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتھم
امیر کل جماعتی مجلس عمل تحفظِ ختم نبوت پاکستان (خانقاہ سراجیہ کندیاں)

خصوصی خطاب: ابن امیر شریعت **سید عطاء المحسن** بخاری مدظلہ
ناظم شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

خطباء: ابن امیر شریعت **حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن** بخاری مدظلہ

مولانا زاہد الراشدی، جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ، جناب پیر سید محمد اسعد شاہ ہمدانی، مولانا ابوریحان مدظلہ، جناب عبد اللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا قاضی محمد اسلم سیف صاحب، جناب قاضی محمد طاہر الہاشمی صاحب، مولانا محمد اسحاق سلیمی، مولانا محمد مغیرہ، جناب ابوسفیان محمد اشرف تائب، جناب ابو معاویہ حافظ کفایت اللہ، قاری محمد یوسف احرار، حافظ انیس الرحمن، حافظ محمد اکرم صاحب

پروگرام:
11 ربیع الاوّل بعد نماز مغرب تا 10 بجے شب مجلس ذکر اور تربیتی بیان
12 ربیع الاوّل بعد نماز فجر: درس قرآن کریم 8 بجے صبح: بیانات اکابر

جلوس: حسب سابق بعد از ظہر فدائین احرار کا فقید المثال جلوس مسجد احرار سے روانہ ہوگا اور اپنے مقررہ راستوں سے ہوتا ہوا بس سٹاپ پہنچ کر دعاء کے ساتھ اختتام پذیر ہوگا۔ دوران جلوس زعماء احرار خطاب فرمائیں گے۔

منجانب: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان

رابطہ فون: ربوہ 211523، ملتان: 511961، لاہور: 7560450، فیصل آباد: 784795، چیچاوطنی: 611657